جولائی
2020ء

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ (القرآن:54)

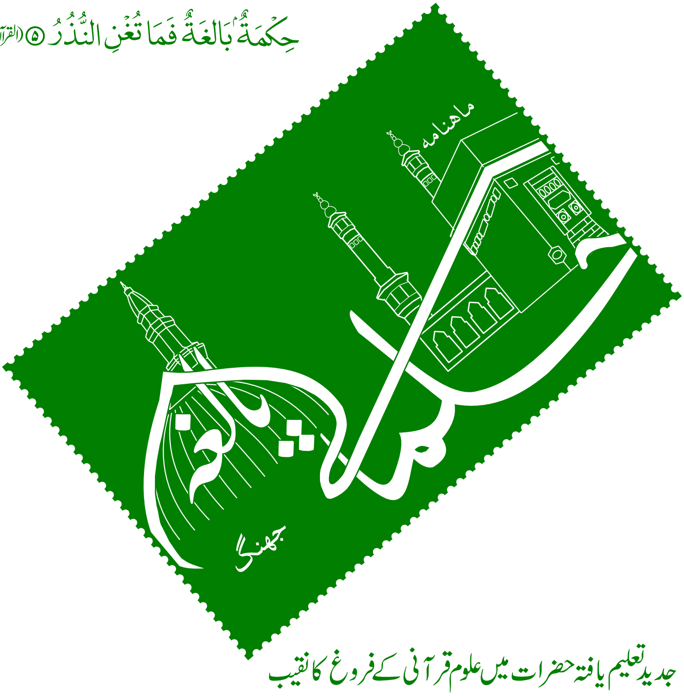

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 14	وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القران)	ذیقعدہ : 1441ھ
شمارہ : 07	اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ سورۃ القمر)	جولائی : 2020ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامه

حکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- حافظ مختار احمد گوندل
- انجینئر عبداللہ اسماعیل
- محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندرونِ ملک 800 روپے	معمول کا شمارہ 50 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6775861

Web site:
www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net

Email: hikmatbaalgha@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر مختار فاروقی	6
قرآن فہمی عشق رسول ﷺ کا بنیادی تقاضا (2)	4	خورشید احمد سعیدی	17
دورِ جدید کی غلامی	5	منصور اصغر راجہ	27
تصویر اِک فتنۂ عالمگیر (5)	6	احسن عزیز شہید	32
اسلامی سال اور ہماری بے توجہی	7	مفتی ابوسنابل	48
کرونا وائرس یا دجال کی آمد......	8	محمد منظور انور	53
تبصرہ وتعارف کتب	9		61

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

(ادارہ) یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

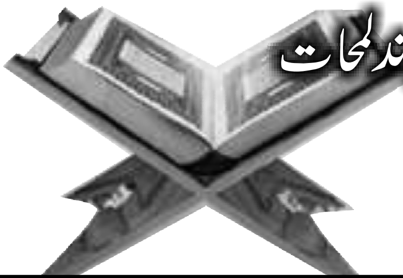

(02) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (آیات 99-103)

سورة البقرة بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَ مَا يَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾

اور ہم نے آپ کے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں

اور ان سے انکار وہی کرتے ہیں جو بدکردار ہیں

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

انھوں (بنی اسرائیل) نے جب بھی (اللہ سے) عہدِ واثق کیا تو ان میں سے ایک فریق

نے اس کو (کسی چیز کی طرح) پھینک دیا، حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر بے ایمان ہیں

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے اور وہ ان کی

(آسمانی) کتاب کی تصدیق بھی کرتے ہیں

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

گویا وہ جانتے ہی نہیں

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

اوران (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

اور سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ

اوران باتوں کے بھی (پیچھے لگ گئے) جو شہر بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت اور ماروت پر اتری تھیں

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

اور وہ کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں، تم کفر میں نہ پڑو

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ

غرض لوگ ان سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور اللہ کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ

اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ

اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بری تھی۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے تو اللہ کے ہاں سے بہت اچھا صلہ ملتا۔

اے کاش وہ اس سے واقف ہوتے

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ

تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِیْ بِالْمُشْرِكِينَ

میری اُمت میں سے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے

وَحَتّٰی يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ،

اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی پرستش کریں گے

وَإِنَّهٗ سَيَكُونُ فِیْ أُمَّتِیْ ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ

اور میری اُمت میں تیس ایسے کذّاب (دھوکے باز) ہوں گے

كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِیٌّ

جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے

وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

اور میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

(ترمذی، عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزُو

انجینئر مختار فاروقی

1

پاکستان کو عصرِ حاضر میں ایک جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست یعنی ’جدید ریاستِ مدینہ‘ میں تبدیل کرنا (TRANSFORMATION)

1۔ پاکستان کو عصر حاضر کی ایک جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست میں دیکھنے کا ’خواب‘ سب سے پہلے علامہ اقبال نے دیکھا تھا، جسے انہوں نے 1930ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس (دسمبر 1930ء) الٰہ آباد میں ایک مطالبہ یا ایک خواہش کے طور پر پیش کر دیا تھا۔ جنوبی ایشیا کے اس وقت کے ماحول میں مسلم بیداری اور مسلم جذبات کا اندازہ آج کا نوجوان کیا بوڑھا بھی شاید نہ کر سکے۔

2۔ بیسویں صدی کے آغاز میں اقوامِ یورپ منحوس عالمی اور صہیونی استعمار نے کئی صدیوں کی منظّم اور سرتوڑ کوششوں کے بعد ترکی میں خلافت عثمانیہ (THE GREAT OTTOMAN EMPIRE) کا خاتمہ کر دیا۔ جنوبی ایشیا کے مسلمان اگرچہ اُس وقت اسی کم بخت استعمار کی بربریت کے تحت دو صدیوں کی اذیت ناک غلامی میں زخم خوردہ زندگی کے دن گزار رہے تھے جس نے

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کیا تھا مگر جنوبی ہند کے مسلمانوں نے تحریک خلافت برپا کر کے اُن شخصیات، اقوام، ممالک اور برطانوی استعمار سمیت سب کے غرور وفرعونیت کو خاک میں ملا دیا اور برطانوی استعمار کا اقتدار ڈول گیا۔

3۔ فکر اقبال پر پاکستان وجود میں آیا اور حکمتِ اقبال پر اس ملک کی تعمیر ہونی ہے۔ پاکستان میں آنے والا ہر حکمران اپنے اقتدار کے جواز کے لیے اسلام، قرآن، خلافت راشدہ، ریاست مدینہ اور علامہ اقبال کا نام لینے پر مجبور ہے تاہم اس مقصد کے حصول کیلئے یہ 'بیان' داغ دینے سے یا ریاست مدینہ کی خواہش کا اظہار کرنے سے ریاست مدینہ قائم نہیں ہو جائے گی۔

4۔ اگر پاکستان گزشتہ 73 سال میں اپنے قیام کے مقصد کی طرف ذرا سا بھی بڑھتا تو حالیہ کرونا وائرس کے ماحول میں عالم اسلام میں شعائر، اسلامی تعلیمات و اسلامی کلچر کی یوں مٹی 'پلید' نہ ہوتی۔ ہماری مراد ہے کہ ابھی کرونا وائرس کے ماحول میں WHO کی طرف سے آمدہ ہدایات کو جوں کا توں آگے عوام تک پہنچا دیا گیا کسی شوشے اور نقطے کو بھی تبدیل نہیں کیا گیا ____ اس لیے کہ آج کل مغربی نظام اور مغربی جامعات سے فارغ التحصیل اور مغربی MINDSET کے ساتھ تربیت یافتہ ہماری بیوروکریسی اور تعلیم یافتہ طبقات سب کا اندازِ فکر مغربی ہے اور مغربی پیمانوں اور ظروف و احوال میں ہی سوچتا ہے۔ جیسے انگریزی میڈیم جدید تعلیمی اداروں کا پڑھا ہوا بچہ ___ جب گنتی گنے گا، سوال حل کرے گا تو یہ بچہ زبان سے انگریزی میں ,ONE, TWO THREE اور ٹوٹو زا فور اور تھری تھری زا نائن کی آواز نکالے گا۔ آج سے پچھلی نسل کا اُردو میڈیم کا پڑھا ہوا بچہ اردو میں 'پہاڑے' پڑھے گا اور پنجابی زبان میں دیہاتی سکول کا فارغ التحصیل بچہ دو دونی چار...... اور چار ا یکم چار، چار دونی آٹھ...... کے الفاظ دہرائے گا۔ ماحصل یہ ہے کہ اگر ہم اپنے عوام وخواص کو 'ریاستِ مدینہ' کے مطابق تعلیم دیں، OXFORD اور CAMBRIDGE کا نصاب ختم کر دیں دینی اقدار اور قومی زبان میں تعلیم دیں تو کل وہ آ کر ملک میں اسلامی نظریاتی سوچ کے مطابق ملک چلائیں گے۔ آج کے ہماری سرکاری انتظامی اہل کار (اِلا ماشاءاللہ) مغربی تقاضوں کو 'آسمانی وحی' سمجھتے ہیں اور اس کو ,AS IT IS لفظاً و معناً (& IN LETTER SPIRIT) نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کاش ہمارے مرکزی اور صوبائی ذمہ داران

ریاست مدینہ سے مخلص ہوتے سیاسی قیادت مخلص ہوتی تو معاملہ بڑا حوصلہ افزا ہوتا۔ اسی کروناوائرس کے ماحول میں ایک نظریاتی کارکن موجودہ SOP'S کو یوں جاری کرتا۔

کروناوائرس سے متعلق سرکاری SOP's

◐ ماسک پہننا: پاکستان میں 97% مسلمان ہیں۔ جومسلمان عمامہ باندھتے ہیں (یا سر پر رومال لیتے ہیں) وہ اس کا ایک پلو (شملہ یا کونہ) ناک اور منہ پر ڈال لیں (جیسے آندھی، گرم ہوا اور دھوپ میں ہمارے دیہاتی مسلمان بھائی اب بھی کرتے ہیں) جو خواتین برقعہ اوڑھتی اور چہرہ ڈھانپتی ہیں انہیں اضافی ماسک کی ضرورت نہیں، جو ہماری مسلمان خواتین دوپٹہ لیتی ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ دوپٹہ یا سکارف سے منہ اور ناک ڈھاپ لیں۔ باقی مردوخواتین مسلمان ماسک لازمی استعمال کریں۔

◐ صابن سے ہاتھ دھونا: جومسلمان مردوخواتین نماز پڑھتے ہیں وہ وضو کے علاوہ دن میں ایک مرتبہ ضرور صابن سے ہاتھ دھوئیں البتہ جومسلمان مردوخواتین ابھی نماز کی ادائیگی کی اہمیت نہیں سمجھتے وہ دن میں کئی مرتبہ 20 سیکنڈ تک ہاتھ لازماً دھوئیں۔

◐ سماجی فاصلہ (SOCIAL DISTANCE) گھر کے اندر اور اپنے قریبی محرم رشتہ داروں کے ساتھ ہوتے ہوئے مسلمان گھرانے اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ ساتر لباس پہنیں، غیرمحرموں سے دور رہیں، عوامی جگہوں، مارکیٹوں، دفتروں، سکولوں، کالجوں وغیرہ میں لڑکیاں، لڑکے، اساتذہ آپس میں سماجی فاصلے رکھیں، غیرمحرموں سے دوستیاں نہ بڑھائیں، بالخصوص طلباء، سپورٹس مین (مردوخواتین) غیرمحرم اساتذہ اور کوچز (بالخصوص غیرمسلم کوچز) سے انتہائی محتاط رہیں اور ان سے کم ازکم (چھ فٹ نہیں) 20 فٹ کا فاصلہ رکھیں۔

محرم اور غیرمحرم رشتوں کی تفصیل والدین اور اساتذہ سے معلوم کی جاسکتی ہے جو اساتذہ یہ قرآنی تعلیمات واضح نہ کرسکیں، ان سے بھی دوگنا سماجی فاصلہ رکھنا ضروری ہے۔

◐ نمازیں، تراویح اور دینی اجتماعات نمازوں میں نمازیوں کا رخ چونکہ کعبے کی طرف ہوتا ہے اور صفوں میں کھڑے لوگ کم ازکم ایک صف (چارفٹ) دور ہوتے ہیں اس لیے نمازوں میں دائیں بائیں درمیان میں تھوڑا (دوفٹ کے قریب) فاصلہ رکھیں (تا کہ ہاتھ/کندھے لگنے

سے مرض کے اثرات دوسرے کو نہ لگ جائیں)۔

فاصلہ رکھنے سے چونکہ مسجدوں میں نمازیوں کی گنجائش کم ہو جائے گی لہٰذا لوگ گھروں پر باجماعت نمازوں کا اہتمام فرمائیں اور سب گھریلو افراد کو اس میں شریک کریں۔ اسی طرح تراویح کا بھی گھروں پر خصوصی اہتمام کریں اور ان کو اہمیت دیں، CELEBERATE کریں۔ نماز تراویح کے درمیان تراویح فرینڈلی ماحول بنانے کے لیے ہر قسم کی ٹی وی نشریات اور انٹرنیٹ سرکاری طور پر بند رہے گا (3% غیر مسلم آبادی سے 'SORRY FOR INCONVENIENCE' کے تحت برداشت کرنے کی درخواست ہے)۔

(یاد رہے کہ FACEBOOK کے مالک کا نام اخبارات و میڈیا میں کرونا وائرس کے پھیلانے والوں بلکہ ایجاد کرنے والوں میں آرہا ہے اس کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں مگر یہ حکمرانوں کی پالیسی کا شیطانی جبر ہے کہ لاک ڈاؤن میں لوگوں کی آمدنیاں ختم ہوگئیں، کاروبار بیٹھ گئے اور آمدورفت ختم ہوگئی مگر انٹرنیٹ کے انتہائی کثرت سے استعمال سے FACEBOOK کے مالک کے اثاثے مارچ، اپریل، مئی 2020ء میں دوگنے ہوگئے (38 ارب ڈالر سے 76 ارب ڈالر اندازاً)۔

2

ریاستِ مدینہ اور ہمارے حکمران (انتظامیہ) اور دیگر ریاستی ستون

پاکستان کے تمام ریاستی ستون 'ریاست مدینہ' کے قیام پر متفق ہیں تو ہمارے نزدیک اس مقصد کے حصول کے لیے ایک روڈ میپ بنا کر سامنے رکھنا ضروری ہے اس لیے چاہے ایک دس سالہ منصوبہ فائنل کر لیا جائے وہ بھی غنیمت ہے۔ ریاست مدینہ کے قیام کے سلسلے میں ایک مثبت سوچ کے ساتھ کسی منصوبہ پر اتفاق سے بھی پہلے درج ذیل تین کام ضروری ہیں تاکہ ہم اپنے مقصد اور نصب العین کی طرف بڑھ سکیں اور ایک دوسرے کو MONITOR بھی کر سکیں۔

1۔ کامل انسانی مساوات کے اصول کا نفاذ

آج ہمارے ملک عزیز پاکستان میں کہنے کو مساواتِ انسانی ہے اور کہا جاتا ہے کہ دنیا

کے تمام انسان ایک انسانی جوڑے آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہے مگر ہر چہار طرف اس اصول کے یکسر مخالف رویے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

ذرا غور کیجئے ہمارے ملک میں کسی بھی سطح پر ملازمتوں کے لیے اشتہار دیا جاتا ہے یا انٹرویو کالز (CALLS) آتی ہیں تو حکام کے پاس تمام مدعوّیں کی فہرست ہوتی ہے وہ فہرست کچھ اس طرح ہوتی ہے جو ماتحت سٹاف بناتا ہے:

i۔ صاحبزادہ فلاں ابن فلاں ii۔ پیرزادہ فلاں ابن فلاں iii۔ نوابزادہ فلاں ابن فلاں

iv۔ چوہدری فلاں ابن فلاں v۔ ملک فلاں ابن فلاں vi۔ سیّد فلاں ابن فلاں

vii۔ فلاں بھٹو ابن فلاں بھٹو viii۔ رئیس فلاں ابن فلاں

اس لمبی فہرست میں بہت بعد میں نام آتے ہیں

فلاں ابن فلاں قوم موچی فلاں ابن فلاں قوم کمہار

فلاں ابن فلاں قوم لوہار وغیرہ

نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ فہرست پہلے سے ہی ایک MERIT LIST ہے اور متعلقہ حکام کے ذہن میں ہے کہ یہ بچہ فلاں اہم خاندان کا ہے یہ فلاں اہم خاندان کا ہے لہٰذا سفارشی رابطوں اور ملاقاتوں کے بعد اسی ELITE طبقہ کے بچے SELECT ہو جاتے ہیں۔ کامل مساواتِ انسانی کا تقاضا اس صورت حال کے مخالف ہے۔ لہٰذا ہماری تجویز ہے کہ تمام سرکاری، غیر سرکاری اور پبلک معاملات (شناختی کارڈ) وغیرہ کے سلسلے میں صرف آدمی کا نام، والد کا نام لکھا جائے۔ ذات برادری، حیثیت وغیرہ بعد کے کسی کالم (خانے) میں درج ہوں تاکہ شناخت ہو، نہ کہ نام کا حصہ (جیسے عدالتی امور میں جن لوگوں کو پیشیوں کا تجربہ ہے ان کے لیے قابل فہم بات ہے کہ وہاں ’اردلی‘ صرف انسان کا نام، والد کا نام، قوم اور ساکن موضع فلاں جو اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگوں کو بھی سمجھ نہیں آتا۔ ہر آدمی کی ایسی شناخت محکمہ مال (REVENUE DEPT.) میں ایسے ہی درج ہوتی ہے۔ مثلاً ماڈل ٹاؤن لاہور کے علاقے کے کسی رہائشی کی عدالتی پہچان، فلاں ابن فلان ساکن موضع مڑھیاں تحصیل وضلع لاہور، ہوگی) مثال کے طور پر شناختی کارڈ پر سابق صدر پاکستان قابل احترام سردار فاروق احمد لغاری ساکن چوٹی کی طرح کا کوئی انسان آج ہو جیسے

ہمارے موجودہ وزیر اعظم صاحب تو اس کا شناختی کارڈ اور عام تعارفی نام یوں لکھا جائے:

فاروق احمد ولد محمد خان، قوم لغاری، ساکن چوٹی زیریں، ڈی جی خان

عمران احمد ولد اکرام اللہ، قوم نیازی، ساکن لاہور

وغیرہ وغیرہ............

تجویز کا ماحصل: اس تجویز پر عمل درآمد سے ہمارے معاشرے میں سفارش کلچر کا آہستہ آہستہ خاتمہ ہوگا، مزدور اور محنت کش طبقہ کی عزت افزائی ہوگی، اسلام کی تعلیمات پر عمل ہوگا، خطبہ حجتہ الوداع کے تقاضے پورے ہوں گے، ریاست مدینہ کا ماحول پیدا ہوگا، جہاں انسان کی عزت رنگ، نسل، ذات برادری، حیثیت، جنس، زبان، علاقہ اور مذہب پر نہیں بلکہ اس کے رویوں اور کردار (عملی زندگی) پر ہوگی۔

2۔ قومی اور اسلامی مثالی شخصیات کو اجاگر کرنا

آج کے پاکستان کے عوام کی اکثریت اگرچہ کہنے کی حد تک مسلمان ہے، اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کو مانتی ہے مگر نظامِ تعلیم کی خرابی اور میڈیا کے بے لگام ہونے اور مغربی اقدار کا مبلغ ہونے کی وجہ سے ہمارے معیارات اور فیورٹ شخصیات کرکٹ سٹارز، بداخلاق بدکار فلمی اداکارائیں، ڈراموں میں کام کرنے والے ACTOR اور ناچ گانے کا کام کرنے والی شخصیات ہیں۔ اگر ریاست مدینہ کے نصب العین کی طرف بڑھنا ہے تو اسلامی شخصیات کو اپنا آئیڈیل بنانا ہوگا اور بانیانِ پاکستان کے افکار کو سامنے رکھنا ہوگا۔ نصابِ تعلیم میں اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ، صحابہ کرامؓ اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی کو مسلمان بچوں کے لیے رہنما کے طور پر پیش کرنا ضروری ہے۔ رشوت، حرام خوری، ذخیرہ اندوزی، سود، چوری ڈاکہ، جھوٹ وغیرہ کی مذمت کے اقوال، احادیث اور آیات کی تعلیم کو نصاب اور تعلیمی اخلاقیات کا حصہ بنانا ضروری ہے۔

آج حکومت ملک میں رشوت، کرپشن، مالی بے ضابطگیوں کا واویلا کر رہی ہے۔ درحقیقت کسی پھلدار درخت کا پھل خراب ہو رہا ہو تو اس کی شاخوں اور پتوں کی اصلاح (SPRAY) کے ساتھ ساتھ اس درخت کی جڑوں میں صحیح کھاد وغیرہ کا استعمال بھی فیصلہ کن کردار ادا کرے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کرپشن کے عملی خاتمے اور مستقبل میں کرپشن سے پاک ملک کے

لیے آج کے بچوں کے ذہنوں میں کرپشن سے نفرت پیدا کی جائے۔نصاب میں تبدیلیاں لائی جائیں اور آغاز سے ہی ان کا ذہن ریاست مدینہ FRIENDLY بنایا جائے۔

3۔ سودی معیشت کا خاتمہ

حکومتی سطح پر اعلیٰ حکام کا سودی معیشت کے خاتمے کے لیے سیمینارز،کمیٹیوں کا قیام، سفارشات کے ساتھ ساتھ مستقبل کے بیوروکریٹس اور حکمرانوں کے دل میں بھی سود سے نفرت پیدا کی جائے اور ملک کے تمام سکولوں (ہر سطح کے تعلیمی اور تربیتی اور SKILL بڑھانے والے کورسز) کے نصابات سے سود کی تعلیم نکال دی جائے، پرائمری سطح حساب (MATH) کے نصابات سے سودی سوال اور سود کا حساب کتاب کا باب(CHAPTER) سراسر ختم کر دیا جائے تا کہ مستقبل میں اس ملک کے نظام کو سنبھالنے والی ایک ایسی نسل تیار ہو جائے جو اسلامی تعلیم سے آراستہ ہو اور مغربی افکار سے دُور اور ریاست مدینہ کا صحیح ماحول (ISLAM FRIENDLY) پیدا کیا جائے۔

سماجی سطح پر ذات برادری کو تعارف تک محدود کرنے،سماجی برائیوں کے خلاف نئی نسل کے قلب و ذہن میں اسلامی تعلیم کے مطابق نفرت پیدا کرنے کے لیے احادیث،اقوالِ زریں، سیرت النبی ﷺ،سیرت صحابہ وصحابیاتؓ کے تذکرے داخل نصاب کیے جائیں۔نیز معاشی سطح پر سود کے خاتمے کے لیے نصاب سے سودی سوالات والا باب سرے سے DELETE کر دیا جائے۔اگر ایسا ہو جائے تو یہ پاکستان کا من حیث المجموع ریاست مدینہ کے رخ پر ایک اہم اور بڑا قدم (BOLD STEP) شمار ہوگا۔

3

کرونا کی وبا کے ماحول کے
کچھ مثبت پہلو ___ جن کو ’امر کرنا‘
ریاست مدینہ کے نام لیواؤں کا کڑا امتحان ہے

- پاکستان کے حکمران، پاکستانی معاشرے کی سماجی برائیوں مالی کرپشن، سیاسی دھونس دھاندلی، حیثیت کا ناجائز استعمال اور WHITE COLLAR CRIMES سے واقف بھی ہیں اس

کے خلاف بولتے بھی ہیں مگر انہیں کے دائیں بائیں افراد ان خرابیوں میں 5% یا 10% کے فرق کے ساتھ ملوّث بھی رہتے ہیں۔ مالی بے ضابطگیوں کے ساتھ اخلاقی اور سماجی برائیوں کا قلع قمع کرنا (ERADICATION) بھی ضروری ہے۔

◐ اہلِ علم جانتے ہیں کہ کسی شعبے میں کارکرگی کی شرح کا جائزہ لینے کے لیے جو اعداد و شمار پیش ہوتے ہیں ان میں کسی صورت حال کے منفی اشاریوں میں بہتری لانے کے لیے کوششیں کی جاتی ہیں پھر یہ اشاریے کم ہوتے ہوتے مثبت ہونے کی طرف آ جاتے ہیں۔ پہلے کسی برائی کو منفی سے ZERO پر لایا جانا ضروری ہے پھر وہ شرح مثبت طور پر آگے بڑھائی جا سکتی ہے۔

کرونا وائرس کے آج کے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے ہماری کسی خواہش، کوشش، درخواست اور دُعا (APPEAL) کے بغیر مارچ تا جون (2020ء) کئی برائیوں کے منفی اشاریوں کو ZERO کر دیا ہے۔ سب کے نزدیک ناچ گانا، بے حیائی، بدکاری، عورتوں مردوں کا نکاح کے علاوہ اختلاط، مردوں کا عورتوں کا قرب ہونا بھی سماجی فاصلے سے کم ہو گیا ہے، فحش ڈرامے، محفلیں، راگ رنگ کے پروگرام کرونا کے باعث روبہ زوال ہیں۔

اس صورت میں حکمرانوں کے لیے ایک نادر موقع ہے کہ ایک کمیشن بنایا جائے جس میں نظریہ پاکستان ٹرسٹ لاہور، اقبال اکیڈمی لاہور، اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد، قائداعظم ٹرسٹ لاہور، علماء، اہلِ علم کے نمائندوں کو شامل کیا جائے وہ جائزہ لیں کہ اسلام میں ENTERTAINMENT کی حدود کیا ہیں؟ اس میں کس حد تک اجازت ہے؟ اس کے لیے کام کرنے والوں کا کردار اور حیثیت کیسی ہونی چاہیے؟ اس کا مواد (CONTENT) اور پیغام (MESSAGE) اسلام کے مطابق کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر ریاست مدینہ کے مستقبل کے تقاضوں کی روشنی میں ان باتوں کا تعین کیا جائے اور میڈیا کے ان کارکنان کے لیے ضابطہ اخلاق تیار کر کے ہی ان شعبوں کو دوبارہ کھولا جائے۔

ہمارے نزدیک کرونا وائرس نے یہاں تک بات پہنچا دی ہے۔ اس سے آگے کسی اقدام سے پہلے اپنے قومی و ملّی اہداف کا صحیح تعین اور ان سے ہم آہنگی ہی نہیں 'وفاداری' کا عہد بھی ضروری ہے ورنہ ہمارے دعوے اور ہوں گے اور ہمارا معاشرہ عملاً کسی دوسری طرح کے ماحول کا

پرچار کر رہا ہوگا۔ بقول شاعر:

نظر سوئے دنیا ، قدم سوئے مرقد
کدھر دیکھتا ہوں کدھر جا رہا ہوں

نظریہ اور عملی اقدامات کی باہمی ہم آہنگی عقل، منطق، دین، مذہب، ملک، قوم، حکمرانی (HEAVY MANDATE) کا قرض اور امانت ہے۔ اس کو LIGHT نہیں لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے ماننے والوں کی مسلسل، ضد اور بداعمالیوں کی وجہ سے انتقام بھی لیتا ہے اور بے رحم دست قدرت، کسی شریر بچے پر باپ کے اچانک تھپڑ کی طرح، اصلاحِ احوال کے لیے ضروری ہوجاتا ہے۔ اس وقت پچھتانے کا فائدہ نہیں ہوتا۔ آج ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلاَغ

4

حکمت بالغہ میں اقبال شناسی

یہ بات قارئین حکمت بالغہ کے لیے ایک خوشگوار حیرت کا باعث بنے گی کہ حکمت بالغہ کے ایک قاری ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم (آف سرگودھا) نے 300 صفحات پر مشتمل ایک کتاب بعنوان ''حکمت بالغہ میں اقبال شناسی'' تصنیف کی ہے جسے مثال پبلشرز فیصل آباد، نے شائع کیا ہے۔

قابل احترام ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم سے ہماری شناسائی اسلام آباد سے ہمارے ایک قدیمی کرم فرما (کالج کے دور کے شناسا) جناب طالب حسین سیال (سابق ڈائریکٹر اقبال انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد) کے ذریعے کوئی پانچ سال قبل ہوئی تھی۔ راقم کو تاحال ڈاکٹر موصوف کی زیارت اور بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا البتہ فون پر (آدھی ملاقات) متعدد بار ہوئی ہے۔

راقم ادارہ 'حکمت بالغہ' کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کی اس قابل قدر کاوش پر تحسین آمیز تشکر کے جذبات کا اظہار ضروری سمجھتا ہے۔ کتاب کی وصولی پر راقم نے E-MAIL پر اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا تھا:

''قابلِ احترام جناب ہارون الرشید تبسم صاحب

سرگودھا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

آج کا دن یہ خوش خبری لے کر طلوع ہوا کہ آپ کا ارسال کردہ 4 کتابوں کا تحفہ موصول ہو گیا ہے۔ 'وہ آ گیا جس کا انتظار تھا'۔

آپ نے حکمت بالغہ اور اس کے سٹاف، مدیر مسئول اور قرآن اکیڈمی جھنگ پر احسان کیا ہے کہ ملک بھر میں پھیلے (بلکہ بین الاقوامی روابط کے حامل) قدر شناسانِ اقبال و فکر اقبال کے مؤقر طبقہ تک 'حکمت بالغہ' کو متعارف کرا دیا ہے۔ یہ کام حکمت بالغہ کے کارپردازان اپنے زورِ بازو پر شاید نصف صدی کی محنت سے بھی نہ کر پاتے، جو کام آپ نے اس تصنیف لطیف کے ذریعے ایک ہی 'جست' میں ممکن بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو آپ کے ادارے (اور معاونین) کے لیے اور ہمارے ادارے (اور معاونین) کے لیے توشۂ آخرت کے ساتھ ملک عزیز پاکستان کے حق میں باعث خیر بنا دے۔ آمین۔

وصول شدہ پیکٹ کے ساتھ کوئی تحریر یا 'ہدایت نامہ' نہیں تھا جس سے اقبال شناسی کے فروغ کے ضمن میں مزید پیش رفت کا سراغ لگ سکے۔ آپ کی طرف سے اس موضوع پر مزید تبادلہ خیال کا انتظار رہے گا۔

منجانب: انجینئر مختار فاروقی

قرآن اکیڈمی جھنگ

30 مئی 2020ء''

- حکمت بالغہ کی اشاعت سے ہمارے لیے، ملک پاکستان کے لیے اور اسلام کے لیے کوئی خیر نظر آتا ہے تو یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اس کی مہربانی ہے اور اگر کوئی منفی بات سامنے آتی ہے تو یہ صرف مدیر جریدہ کی کوتاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ 'حکمت بالغہ' کے صفحات کے ذریعے نظریۂ پاکستان، اقبال شناسی، فکر اقبال اور قرآنی تعلیمات (قرآن و حدیث) کے ضمن

میں جو کام ہو رہا ہے، اس کو شرفِ قبول بخشے اور سارے متعلقہ افراد جو بھی (دامے، درمے، سخنے، قلبے و دماغے) اس میں شریک ہیں ان کی لغزشوں اور خطاؤں سے درگزر فرما کر ان کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

ہمارے نزدیک جو دینی خدمت بھی خلوصِ نیت سے بن آتی ہے اس میں لگے رہنا چاہیے (اخلاصِ نیت اور اللہ تعالیٰ و حضرت محمد ﷺ کے احکام کی پیروی شرط ہے) وہ کام اللہ کے ہاں ضرور قبول ہوتا ہے۔ دنیا میں اس کے اثرات کیسے نکلتے ہیں؟ اس کا انسان مکلّف نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی حکمتیں ہیں کہ کوئی چھوٹا کام عوام میں بڑا نظر آتا ہے اور کوئی وسیع کام عوامی سطح پر پذیرائی حاصل نہیں کر سکتا ہے، بعض اوقات دنیا میں اس کے الٹے اثرات سامنے آتے ہیں بعض اوقات 'حد سے زیادہ' بڑھے ہوئے اثرات نظر آتے ہیں جسے عرفِ عام (بالفاظِ حدیث) قبولِ عام کہتے ہیں جبکہ بعض صورتوں میں بڑا کام چھوٹا نظر آتا ہے (جیسا سورۃ الانفال میں جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی فوج اور مشرکین مکہ کے احوال کے بارے میں تذکرہ ہے)۔ اس صورتِ حال کی قابل فہم مثال ہمارے نزدیک فزکس میں محدب عدسے سے بننے والے عکس کے تجربات کی سی ہے کہ محدب عدسے کے ایک طرف موم بتی رکھیں اور تو دوسری طرف کبھی اُلٹا (UP SIDE DOWN) عکس بنتا ہے کبھی اصل سے کئی گنا بڑا اور کبھی اصل سے کئی گنا چھوٹا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مشیت مطلقہ ہے کہ کس کام کو وقت کے ظروف و احوال میں کتنا ظاہر کرنا ہے۔ واللہ اعلم

قرآن فہمی عشقِ رسول ﷺ کا بنیادی تقاضا

(صورتحال، نبوی طریقہ اور عملی اقدامات کا ایک مجوزہ خاکہ)

2

خورشید احمد سعیدی، اِسلام آباد

قرآن مجید سیکھنے سِکھانے کی ترکیب وترتیب

حدیث نبوی سے قرآن فہمی کا بہترین وقت، جگہ، روزانہ کی مقدار اور آسان طریقہ جان لینے کے بعد اس کی عملی ترکیب وترتیب جاننا بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید سیکھنے سِکھانے کے کئی طریقے ہیں۔ قرآن کے طالب اپنے مزاج، مصروفیت، سہولت اور صلاحیت کے پیش نظر ان طریقوں میں سے جسے مناسب سمجھیں اپنے لیے منتخب کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (سورۃ المزمل:20)

ترجمہ: پس جتنا آسانی سے ہوسکے قرآن پڑھ لیا کرو۔

یہاں ان متعدد طریقوں میں سے صرف دو کی مختصر وضاحت پیش ہے۔

ا۔ سورتوں کی ترتیب کے مطابق قرآن فہمی

قرآن مجید کو سورتوں کی ترتیب کے مطابق سیکھنے سِکھانے کا مطلب یہ ہے کہ طالبانِ قرآن سورۃ الفاتحہ سے شروع کریں اور سورۃ الناس تک روزانہ کی کچھ آیات کو ترجمہ یا تفسیر کی مدد سے مسلسل سیکھتے چلے جائیں۔ آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ روزانہ ایک رکوع کی تلاوت اور اس کے ترجمے کا مطالعہ مقرر کرلیں۔ آپ چاہیں تو کسی بھی پارے کی کسی بھی سورت کو پہلے سمجھ لیں۔ مثلاً سورۂ نور، سورۂ حجرات، سورۂ رحمٰن، وغیرہ۔

عملی اقدامات میں سب سے پہلے آپ یا گروپ کے شرکاء باری باری مقررہ یا منتخب کردہ آیات کی تلاوت کریں۔ جس دوست کے تلفظ میں کوئی غلطی ہو اس کی تصحیح کی کوشش کی جائے۔ اس کے بعد آیت کے الفاظ اور تراکیب کے معانی سیکھے جائیں۔ اس کے بعد بامحاورہ ترجمہ پڑھا جائے۔ بامحاورہ ترجمہ کے ذریعے اس آیت میں بھیجے گئے پیغام الٰہی کو سمجھنے کی پوری کوشش کی جائے یعنی یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ ان آیات میں ایمان اور عقیدے کی کوئی بات بیان کی گئی ہے یا عبادات کے متعلق کوئی حکم دیا گیا ہے؟ باہمی معاملات اور اخلاق کے متعلق کوئی ہدایت دی گئی ہے یا غیر مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کی کوئی رہنمائی کی گئی ہے؟ معیشت اور کاروبار کی کوئی بات ہوئی ہے یا خاندانی زندگی کے بارے میں کوئی ارشاد ربانی ہے؟ سابقہ انبیاء اور ان کی امتوں کے کسی واقعہ سے حکمت و دانائی کی کوئی بات سمجھائی گئی ہے یا اللہ تعالیٰ کی شان و قدرت اور صفات و افعال کا بیان ہے یا سیرت رسول اکرم کا کوئی پہلو اجاگر کیا گیا ہے؟ وغیرہ

اگر ضرورت محسوس ہو تو کسی مختصر تفسیر سے بھی استفادہ کیا جائے۔ پھر شرکاء یہ دیکھیں کہ سیکھی گئی آیات میں ان کے روزمرہ کاموں اور عمل کرنے کے لیے کیا پیغام دیا گیا ہے؟ تعمیر شخصیت کا یہ ایک مسلسل، طویل مدتی اور بہت مستقل مزاجی کا متقاضی طریقہ ہے۔ جنہیں یہ طریقہ اچھا لگے وہ اسے اختیار کر سکتے ہیں۔

ب۔ موضوعاتی ترتیب کے مطابق قرآن فہمی

سورتوں اور ان کی آیات کی مذکورہ بالا ترتیب سے کچھ مختلف طریقہ موضوعاتی ترتیب کا طریقہ ہے۔ یہ ایسا طریقہ ہے جس میں کسی ایک قرآنی موضوع کے متعلق تمام آیات کا اکٹھا مطالعہ کیا جاتا ہے چاہے وہ آیات کسی ایک سورۃ کی ہوں یا مختلف سورتوں کی۔ اس طریقے سے کسی موضوع کے تمام مختلف پہلو ایک ہی جگہ زیر مطالعہ لائے جا سکتے ہیں۔ یہاں بھی پہلے تلاوت کی جائے۔ پھر الفاظ کے معانی سیکھے اور اپنی ذاتی ڈائری میں لکھے جائیں۔ اس کے بعد بامحاورہ ترجمہ بغور پڑھا جائے۔ پھر مرکزی موضوع کے متعلق ہر آیت میں مذکور تمام ذیلی موضوعات، نکات یا جزئیات معلوم کی جائیں اور انہیں نکات کی شکل میں اپنی ڈائری میں لکھا جائے۔ اس اجتماعی کام کے لیے اگر آپ تختۂ تحریر یعنی وائٹ بورڈ یا ملٹی میڈیا پروجیکٹر کا استعمال کریں تو تفہیم میں بہت

آسانی ہوجائے گی۔اس کے بعد آپس میں سوال وجواب کی نشست شروع کی جائے تاکہ اِفہام و تفہیم میں مزید اضافہ اور پختگی ہو جائے۔آخر میں مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ اس عظیم الشان عمل پر استقامت اور سیکھے گئے اسباق کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

قرآن مجید کے بڑے بڑے موضوعات میں اخلاق، ارکانِ اسلام، ارکانِ ایمان، اہل اسلام، منافقین، تعلقات بین المذاہب، جنت وجہنم، حقوق العباد، حقوق اللہ، حقوق انسانی، حکومت، حلال وحرام، حیوانات، دنیا وآخرت، سابقہ امتیں، سابقہ انبیاء، سابقہ مذاہب یعنی یہودیت، نصرانیت، صابئیت، مجوسیت، مشرکین، معاملات، سیاست، معیشت، سیر النبی ﷺ، عائلی زندگی کے مسائل یعنی نکاح، حقوق زوجین، طلاق، اولاد، عبادات، عقائد، فقہی احکام، فلکیات، نباتات، وغیرہ شامل ہیں۔قرآن مجید میں ان کے تحت مزید کئی ذیلی موضوعات بھی ہیں۔

موضوعاتی ترتیب اور طریقے سے قرآن فہمی شروع کرنے سے پہلے نہ صرف بڑے بلکہ ان کے ضمن میں بیان کیے گئے ذیلی موضوعات کو جاننا بھی بہت ضروری ہے۔پھر تمام قرآنی موضوعات اور ان کے متعلق ساری آیات کو جاننا بھی لازم ہے۔اس کے لیے درج ذیل کتب سے استفادہ کرنا بہت فائدہ مند ثابت ہوتا ہے:

1۔ مضامین قرآن (1 جلد)، زاہد ملک

2۔ اشاریہ مضامین قرآن (2 جلد)، مولانا سید ممتاز علی

3۔ جامع اشاریہ مضامین قرآن (4 جلد) ڈاکٹر اطہر محمد اشرف

4۔ جہانگیری قرآنی اشاریہ (1 جلد)، سرور حسین خان قادری جہانگیری، کراچی، 1992

5۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا (8 جلد)، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، لاہور، 2018ء۔

6۔ موضوعاتِ قرآن انسائیکلوپیڈیا (7 جلد) سعید الظفر صدیقی، لاہور۔

7۔ معجم القرآن (1 جلد) سید فضل الرحمٰن، زوار اکیڈمی، کراچی

ان کتابوں کی مدد سے کسی ایک قرآنی موضوع کے متعلق ایک جگہ جمع کی گئی آیات کو ایک دن کے مطالعے کے لیے منتخب کرلیں۔اس طرح آپ کسی بڑے قرآنی موضوع کے ساتھ ساتھ اس کے متعدد ذیلی موضوعات کے بارے میں اپنی قرآن فہمی میں بہت آسانی

سے اضافہ کرلیں گے۔

اپنی روزانہ کی قرآن فہمی کو پکا اور مضبوط کرنے کے لیے کچھ اور کام بھی کیے جائیں۔ ہر روز جو دو تین یا زیادہ آیات یا ایک رکوع آپ سیکھیں یا کسی ایک منتخب موضوع کے متعلق تمام آیات کا موضوعاتی مطالعہ کریں ان کا خلاصہ اپنی ایک ذاتی ڈائری میں لکھا کریں۔ ایک مخلص عاشق رسول ﷺ تو ایسا ضرور کرے گا۔ حدیث کی کتاب مسند الشہاب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ ہمارے حبیب کریم کا ارشاد گرامی ہے: قیِدوا العِلم بِالکِتابِ یعنی علم کو قیدِ تحریر میں لایا کرو۔

اپنی قرآن فہمی کو صرف ڈائری میں لکھنے اور محفوظ کرنے تک محدود نہ رہیں بلکہ روزانہ جن عزیز و اقارب اور دوست احباب سے ملاقات ہو ان کے ساتھ گفتگو میں جہاں ممکن اور مناسب سمجھیں ان آیات کے پیغام کا تذکرہ کریں۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا ہے:

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِی اِسْرَائِیلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

مفہوم: میری طرف سے علم آگے پہنچایا کرو چاہے وہ ایک ہی بات (نشانی یا دلیل) ہو اور بنی اسرائیل کی (قرآن وحدیث کی روشنی میں سچی) باتیں بیان کیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مگر) جس نے جان بوجھ کر جھوٹی بات میری طرف منسوب کی وہ اپنا ٹھکانا نارِ جہنم میں بنالے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاشرتی زندگی میں ملنے والوں سے دین کی باتوں کا چرچا ضرور کرنا چاہیے۔ اپنی قرآن فہمی کو فروغ دیں، اپنے عشق مصطفیٰ ﷺ کو پروان چڑھائیں، اِس کے ساتھ ساتھ معاشرے کی قرآن فہمی میں بھی اضافہ کرنے کے کچھ اقدامات بھی کریں۔ اس طرح دنیا اور آخرت میں اپنا مقام و مرتبہ بلند کریں۔ اگر آپ وٹس ایپ، ٹوئٹر اور فیس بک جیسے سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہیں تو اس کے ذریعے بھی اپنے دوست احباب کے درمیان روزانہ سیکھی گئی آیات کے پیغام کی نشر و اشاعت کریں۔ مزید برآں ہفتہ بھر کے دوران سیکھے ہوئے

قرآنی اسباق کو مرتب و منظّم اور مناسب حال مضمون کی شکل دے کر کسی رسالے یا اخبار میں بھی شائع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

قرآن فہمی کی اشاعت کا ایک طریقہ پانچ سات منٹ یا کم وبیش دورانیے کی ویڈیو بنا کر یوٹیوب پر اپ لوڈ کرنا بھی ہے۔اس سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

ہاں مگر احتیاط کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑیں۔کوئی غلط، غیر مستند اور جھوٹی بات کسی کے سامنے ہرگز پیش نہ کریں۔ یہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی جھوٹی بات بنائے اور لوگوں کو یہ بتائے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے تو آخرت میں اس جھوٹے کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہوگی۔

قرآن فہمی کا ایک منظّم گروپ ایسے شعرا پر مشتمل ہونا چاہیے جو نعت گوئی اور نعت خوانی کرتے ہیں۔نعت لکھنے کے لیے انہیں جس درست اور ٹھوس فکری غذا کی ضرورت ہوتی ہے اس میں قرآن فہمی کا ایک مسلسل عمل بہت اچھا کردار ادا کرسکتا ہے۔قرآن فہمی کے سنجیدہ حلقہ میں قرآنی موضوعات پر اٹھنے والے سوالات، غور وفکر اور تبادلہ خیال سے ان کے تخیل میں وسعت، سوچ کے آفاق میں بلندی، اِنتخابِ الفاظ میں بہتری، بندش وتراکیب میں مضبوطی، اسلوبِ بیان میں حسن، قافیہ وردیف میں گہرا ربط، پیغام میں اسلامیت، اہداف میں عظمت کے پہلو اور قرآنی سیرت نبوی کی تفہیم وغیرہ سب میں قرآنیت کی چھاپ اور رنگ پہلے سے زیادہ ہوں گے۔اس سے معاشرے میں صحیح اور بہت مفید اثرات تو مرتب ہوں گے ہی لیکن سب سے زیادہ بہتری عشق رسول ﷺ کے اظہار واطوار میں آئے گی۔ جہالت کی وجہ سے جنم لینے والی خرافات اور من مانیوں کا سدِباب ہوگا۔

قرآن فہمی کا گروپ اگر گھریلو خواتین پر مشتمل ہے تو وہ ایک اور تجویز کو اپنے معمولات اور امورِ خانہ داری میں شامل کرلیں۔ جب ان کے بچے کھیل کود اور پڑھائی کے کام سے فارغ ہوں تو انہیں مغربی میڈیا کی تیار کردہ فضول گیمز میں دماغ اور وقت ضائع کرنے سے بچائیں۔ ان کے دل ودماغ میں سچی قرآنی معلومات کا اضافہ کریں۔قرآنی احکام اور حکمت ودانائی کی باتیں اپنے جگر کے ٹکڑوں میں منتقل کریں۔سوال جواب کی شکل میں دہرائیں اور ان کے ذہن نشین کریں تاکہ دنیا میں وہ اچھے سچے مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزاریں تو ساتھ ہی آخرت

میں برے انجام سے نہ صرف محفوظ رہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

سکول کالج کے لڑکے اور لڑکیوں کے پاس کالج میں بہت وقت ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہم عمر، ہم مزاج اور ہم خیال دوستوں کا ایک حلقہ قرآن فہمی تشکیل دیں۔ اسے قرآن اسٹڈی سرکل کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ چھٹی کے وقت، ہفتہ وار چھٹی کے دن یا کسی فارغ وقت میں اپنے حسبِ حال قرآنی مطالعہ ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کریں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت پر عمل کرنے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔

گیارہ مہینوں کے مقابلے میں ماہ رمضان میں قرآن فہمی کا زیادہ اہتمام کریں کیونکہ یہ قرآن کا مہینہ ہے۔ چاہیں تو کسی خاص قرآنی موضوع پر ہفتہ روزہ تربیتی ورکشاپ برائے قرآن فہمی کا انعقاد ممکن بنائیں۔

ان تجاویز پر عمل کرنے کے لیے مخلص عاشقانِ رسول ﷺ کو پہلے قرآن فہمی میں مدد دینے والی تین قسم کی کتب سے آگاہی اور ان سے اِستفادے کی ضرورت ہے۔ ہاں مگر یاد رہے کہ یہاں وہ لوگ مخاطب نہیں ہیں جو قرآن فہمی کے لیے دینی مدارس میں شہادۃ العالمیہ یا عصری جامعات میں ایم اے اسلامیات کے طالب، ایم فل یا پی ایچ ڈی اسلامیات کی ڈگریوں کے سکالر ہیں۔ یہاں صِرف ان لوگوں کے عملی اِقدامات کے لیے چند تجاویز پیش ہیں جو مدارس اور نہ ہی جامعات میں قرآن مجید کی باقاعدہ تعلیم کے لیے جا سکے۔

قرآن فہمی کے لیے تین طرح کی کتب

قرآن فہمی میں اضافے کے لیے ابتدائی قدم قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ تراجم قرآن کا مطالعہ ہے۔ اس سلسلے میں پہلا عملی قدم یہ ہے کہ آپ درج ذیل تراجم قرآن اپنے گھر میں اور اپنے گروپ کے مطالعے میں رکھیں۔

1۔ کنز الایمان، از امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

2۔ القرآن الکریم مع ترجمہ البیان، از امام اہل سنت، غزالی زماں، رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ۔

3۔ جمال القرآن، از ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ۔

4۔ انوار الفرقان فی ترجمہ معانی القرآن، شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ۔

5۔ انوار تبیان القرآن مع ترجمہ نور القرآن، شیخ القرآن والحدیث علامہ غلام رسول سعیدیؒ

6۔ عرفان القرآن، از شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن۔

7۔ عرفان القرآن، سید محمد وجیہ السیما عرفانی چشتی

8۔ عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن، ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری بخاری

9۔ فیضان القرآن، ڈاکٹر غلام زرقانی قادری

10۔ آسان ترجمہ قرآن مجید، حافظ نذر احمد

11۔ تذکرہ ترجمہ قرآن، علامہ سید ریاض حسین شاہ

12۔ کنز الایمان لفظی ترجمہ ریاض الایمان (3 جلد) ابوحمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

اس ابتدائی مرحلے کی قرآن فہمی میں جب آپ تراجم قرآن مجید سے مدد لے رہے ہوں تو ایک بنیادی بات پر دھیان ضرور رہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ہر قرآنی لفظ، اصطلاح اور ترکیب کے معانی الگ الگ سمجھ کر جتنا ممکن ہو یاد بھی کرتے جائیں۔ مذکورہ تراجم میں کچھ ایسے بھی ہیں جن میں مترجمین نے متن قرآن کے نیچے ہر لفظ کا معنی الگ خانے میں لکھا ہے اور پھر اس سے نچلی سطر میں آیت کا بامحاورہ ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ یہ کام قرآن فہمی کا آغاز کرنے والوں کے لیے بہت مفید ہے۔

ایک اور بات بھی جس پر سے توجہ ہٹ نہ جائے۔ وہ یہ ہے کہ اپنے گلی، محلے، گاؤں، چک، ڈھوک وغیرہ کی مساجد میں موجود کچھ جید علمائے دین سے رابطہ ضرور رکھیں اور قرآن فہمی کے اس مرحلے پر ان سے مشاورت لیتے رہیں اور رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ ہفتے یا مہینے میں ایک بار انہیں اپنے قرآن اسٹڈی گروپ میں ساتھ بٹھائیں۔ اپنی سرگرمیوں اور طریقۂ کار پر ان کے براہِ راست مشاہدے کا جائزہ طلب کریں اور اس سے اپنے کام کو بہتر بنائیں۔

اگر آپ کی یا گروپ کی تعلیم انگریزی میڈیم سکولوں میں ہوئی ہے تو شاید اردو زبان کے مقابلے میں انگریزی زبان پر آپ کی گرفت زیادہ ہوگی۔ یہ بات ہے تو آپ درج ذیل انگریزی تراجم اور تفاسیر قرآن بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

1. Abdullah Yusuf Ali, English **Translation and Commentary of the Quran**, Dawah Academy, Islamabad.

2. Mufti Ahmad Yar Khan, English **Commentary of the Quraan Known as Noor-ul-Irfan with English Translation of Kanz-ul-Imaan**, Dar-ul-Uloom Pretoria, South Africa.
3. Muhammad Imdad Husain Pirzada, **TafseerImdad- ul-Karam,** 5 Vols., Commentary of the Holy Qur'an, Al-Karam Publication, UK.
4. **Kanz-ul-Iman** by Shah Farid-ul-Haq, Karachi
5. **Jamal-ul-Quran** by Justice Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, Lahore.
6. **Irfan-ul-Quran** by Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadiri
7. **The Majestic Quran,** by Dr Musharraf Hussain al-Azhari.

قرآن فہمی میں اضافے کے لیے دوسرا ذرا بلند قدم یہ ہے کہ آپ تلاوتِ قرآن اور تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ درج ذیل مختصر تفاسیرِ قرآن اپنے پاس گھر میں اور اپنے مطالعے میں رکھیں۔

1۔ خزائن العرفان (1 جلد)، از حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

2۔ تفسیر مظہر القرآن (2 جلدیں)، از شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

3۔ نور العرفان (1 جلد)، از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

4۔ جمال الایمان فی مفاہیم القرآن (1 جلد)، از علامہ سید ذاکر حسین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

5۔ فوائد تفسیریہ وعلوم قرآنیہ: فتاوی رضویہ کی روشنی میں (3 جلدیں)، مرتب: شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی

6۔ تفسیر رؤفی (2 جلدیں)، مولانا شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

قرآن فہمی کی اس سطح اور اس مرحلے میں مذکورہ مختصر تفاسیر سے زیادہ سے زیادہ اِستفادہ آپ اس صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ کو قرآنی عربی کا بنیادی علم بھی ہو۔ اس کے لیے آپ قرآن کی صرف ونحو یعنی گرائمر کی تفہیم سے اقسامِ کلمہ یعنی اسم، فعل اور حرف کے درمیاں فرق کو سمجھیں۔ پھر ان اسما، افعال اور حروف کی انواع واقسام کا علم حاصل کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے اِعرابی وترکیبی لوازمات کو سیکھیں۔ قرآنی عربی جملے کے مرفوعات، منصوبات اور مجرورات

سیکھیں۔آخر میں قرآنی آیات میں باہمی ربط اور جملوں کی ساخت اور ترکیب وتشکیل کا اپنا فہم بھی بڑھائیں۔اس سے براہِ راست آپ کا فہم قرآن بڑھے گا۔

قرآنی عربی زبان سیکھنے کے لیے کتابیں دوطرح کی ملتی ہیں۔ایک ترجمہ کے طریقے سے زبان سکھانے والی اور دوسری وہ جو ڈائریکٹ منہج سے عربی سکھاتی ہیں یعنی ترجمہ کے بغیر۔ عربی کا معلم مع کلید (چار حصے) اردو سے عربی ترجمے کے طریقے سے جبکہ العربیہ بین یدیک (چار حصے) براہِ راست عربی سے عربی سیکھنے کے طریقے کے مطابق لکھی گئی ہیں۔ یہ پڑھ لیں تو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔

قرآن فہمی میں اضافے کے لیے تیسرا قدم تفصیلی قرآن فہمی ہے۔اگر آپ تفصیل اور گہرائی سے قرآن فہمی کا اشتیاق اور طلب رکھتے ہیں تو پھر درج ذیل تفاسیرِ قرآن اپنے پاس رکھیں۔باقاعدگی، تسلسل اور مستقل مزاجی سے ان کا مطالعہ کریں۔

1۔ تفسیر مظہری (اردو، 10 جلدیں)، علامہ قاضی ثناالله پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

2۔ تفسیر الحسنات (7 جلدیں)، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

3۔ تفسیر نعیمی (16 جلدیں)، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ۔

4۔ ضیاالقرآن (5 جلدیں)، ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

5۔ احکام القرآن (6 جلدیں)، مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

6۔ تبیان القرآن (12 جلدیں)، شیخ القرآن والحدیث علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

7۔ تبیان الفرقان (5 جلدیں)، شیخ القرآن والحدیث علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ۔

8۔ جمال الایمان فی تفسیر القرآن (8 جلدیں)، علامہ ذاکر حسین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

9۔ تفسیر نور القرآن، علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

10۔ صراط الجنان فی تفسیر القرآن (10 جلدیں)، شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم قادری عطاری،

11۔ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ تفسیر روح البیان (15 جلدیں)، علامہ محمد فیض احمد اویسی

12۔ روح الایمان المعروف تفسیر اویسی (15 جلدیں)، علامہ محمد فیض احمد اویسی

13۔ نجوم الفرقان من تفسیر آیات القرآن (15 جلدیں)، علامہ عبدالرزاق چشتی بھترالوی،

14۔ امدادالکرم (5 جلدیں)، علامہ محمد اِمداد حسین پیرزادہ

15۔ سیدالتفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی (10 جلدیں)، علامہ سید محمد اشرفی المعروف محدث اعظم ہند کچھوچھوی

16۔ جوہرالایقان المعروف بہ تفسیر رضوی (4 جلدیں)، علامہ حشمت علی بریلوی،

17۔ تفسیر نبوی (15 جلدیں)، علامہ مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ

18۔ تفسیر فاضلی (7 جلدیں)، حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ۔

19۔ فضلِ قدیر اردو ترجمہ تفسیر کبیر (22 جلدیں)، علامہ مفتی محمد خان قادری

20۔ تفسیر غوث جیلانی (3 جلدیں)، حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی (مترجم: مولانا محمد شریف الدین قادری اشرفی)

21۔ فیوض القرآن (2 جلدیں)، ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی،

22۔ برہان القرآن (8 جلدیں)، علامہ حافظ محمد طیب نقشبندی،

23۔ اظہار العرفان (مع اشرف البیان فارسی وار دو ترجمہ قرآن) (6 جلدیں)، مولانا سید محمد ممتاز اشرفی۔

24۔ تفسیر قرطبی اردو (10 جلدیں)، مولانا ملک بوستان واساتذہ،

مذکورہ بالا تراجم قرآن مجید، مختصر یا مفصل تفاسیر میں سے اکثر انٹرنیٹ پر پی ڈی ایف فارمیٹ میں بھی ڈاں لوڈ کرنے کے لیے دستیاب ہیں۔

اس مضمون میں قرآن فہمی کے متعلق پیش کی گئی موجودہ صورت حال، قرآن فہمی کے لیے پیش کیا گیا نبوی طریقہ تعلیم وتعلّم قرآن، مطالعہ برائے قرآن فہمی کے طریقے، متعلقہ کتب، تراجم قرآن مجید، مختصراور مفصل تفاسیر قرآن سب کی مدد سے ہمارے عام مسلمان عاشقان رسول اپنے اپنے دائرے میں ایک منظّم ومرتب نظام وضع کریں اور اس کے تحت اللہ کی کتاب کا فہم حاصل کریں تاکہ اس پر عمل کرنے سے اپنے عشق رسول میں اصلاح اوراضافہ کریں؛ اطمینان قلب حاصل کریں؛ اوراپنی تقویت قلب کا سامان کریں۔ دنیا وآخرت کی بھلائی اسی میں ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّد وَ آلِه وَ اَصْحَابِه وَ سَلَّم۔

دورِ جدید کی غلامی

منصور اصغر راجہ

(بشکریہ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان، مارچ 2020ء)

سابق امریکی معاشی غارت گر جان پرکنز نے اپنی کتاب THE SECRET HISTORY OF THE AMERICAN EMPIRE (امریکی سامراج کی خفیہ تاریخ) میں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جیسے عالمی مالیاتی اداروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی معاشی دہشت گردی کی خوفناک کہانی کا آغاز انڈونیشیا کے تذکرے سے کیا ہے۔ 1970ء کی دہائی میں عالمی مالیاتی اداروں نے اپنا 'اقتصادی معجزہ' دکھانے کے لیے انڈونیشیا کا انتخاب کیا۔ اس وقت سابق فوجی آمر سوہارتو انڈونیشیا میں سیاہ وسفید کے مالک ہوا کرتے تھے اور جمہوریت کی ٹھیکیدار ہر امریکی حکومت ان کی پشت پناہی کو اپنا فرضِ اولین خیال کرتی تھی۔ چنانچہ اگلے دوڈھائی عشروں تک انڈونیشیا میں سرکاری سطح پر ملکی اقتصادی ترقی کے ڈنکے بجائے جاتے رہے، جنہیں عالمی مالیاتی اداروں کے ماہرینِ معیشت اپنی وضع کردہ معاشی پالیسیوں کا ثمر قرار دیتے تھے۔ لیکن دوسری طرف اصل سچ یہ تھا کہ انڈونیشیا کے عوام کو اس 'اقتصادی ترقی' کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ دراصل اس ترقی کے فوائد صرف اور صرف اقتدار پر قابض مٹھی بھر دولت مند طبقہ ہی سمیٹ رہا تھا۔ حکومت نے مقتدر طبقے کو خوشحال اور دولت مند بنانے کے لیے عالمی مالیاتی اداروں سے بھاری قرضے لیے۔ ورلڈ بینک کے شعبہ گلوبل ڈویلپمنٹ اور آئی ایم ایف کے شعبہ بین الاقوامی مالیاتی شماریات کے مطابق انڈونیشیا 1990ء کی دہائی کے وسط تک ایشیا بھر کے ملکوں سے کئی گنا

زیادہ غیر ملکی قرضے لے چکا تھا جو مجموعی ملکی پیداوار کے قریباً ساٹھ فیصد تھے۔ جان پرکنز کے بقول ''ہم نے اس ملک کو قرضوں تلے اتنا دبا دیا تھا کہ وہ انہیں واپس لوٹانے کے قابل ہی نہیں رہ گیا تھا۔ انڈونیشیا کے عوام مجبور ہو چکے تھے کہ وہ خود کو چھڑوانے کے لیے ہماری کارپوریشنوں کی جملہ خواہشات کے سامنے جھک جائیں۔'' اب انڈونیشیا ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کے رحم و کرم پر تھا۔ عالمی مالیاتی اداروں کی ترقیاتی پالیسیوں اور قرضوں کے ذریعے انڈونیشیا کی مشکیں اچھے طرح کسنے کے بعد ملٹی نیشنل کارپوریشنوں نے اس خطے کا رخ کرلیا۔ نجکاری اور غیر ملکی کمپنیوں کے لیے ٹیکس ریلیف کی حوصلہ افزائی کرنے والے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف نے ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو صلاح دی کہ وہ یہاں اپنے کارخانے لگائیں یا پھر اپنی مصنوعات تیار کرانے کے لیے ایسے کارخانوں سے کاروباری معاہدے کریں جہاں مزدور کو بے حد کم اجرت دی جاتی ہو۔ چنانچہ 'روزگار کی فراہمی' کے نام پر ملٹی نیشنل کارپوریشنوں نے انڈونیشیا میں اپنے پنجے گاڑے جہاں ان کی مصنوعات تیار کرنے والے کارخانوں میں مزدور کی اجرت بے حد قلیل اور اوقات کار طویل تھے۔ انہیں شدید محنت کرنے عوض بمشکل دو وقت کی روٹی نصیب ہوتی تھی۔ جان پرکنز نے ان کارخانوں کو بیگار کیمپ کا نام دیا ہے۔ ان بیگار کیمپوں میں کام کرنے والوں کو اتنی کم اجرت دی جاتی جو ان کی بنیادی ضروریات کے لیے بھی ناکافی ہوتی تھی۔ جان پرکنز کے مطابق 2000ء میں جکارتہ کے قریب تانگرنگ کے علاقے میں قائم "NIKE" کمپنی کی ایک فیکٹری میں ورکرز کو 1.25 ڈالر یومیہ اجرت دی جاتی تھی۔ سوا ڈالر یومیہ سے وہ دو وقت کے لیے صرف چاول اور سبزی پکا سکتے تھے اور کچھ کیلے خرید لیتے تھے۔ اگر صابن اور ٹوتھ پیسٹ کی ضرورت پڑتی تو ان کی قیمت چاول سبزی کے خرچے میں سے نکالنی پڑتی۔ اس یومیہ اجرت میں سے اتنے پیسے بھی نہیں بچتے تھے کہ نئے کپڑے، جوتے، ریڈیو، اور ٹی وی خرید نے جیسی 'عیاشی' کی جاسکے۔ جان پرکنز نے اس صورتحال کو موجودہ دور میں غلامی کی نئی صورت قرار دیا ہے۔ جان پرکنز کا کہنا ہے کہ انڈونیشیا میں ملٹی نیشنل کمپنیاں کا ایک بڑا ہدف وہ علاقے تھے جہاں تیل وگیس کے بڑے بڑے ذخائر پائے جاتے تھے۔ معدنیات تلاش کرنے والی کمپنیاں وہاں سستی لیبر کا فائدہ اٹھا کر کام شروع کر دیتیں۔ اگر ان کے خلاف مقامی سطح پر کوئی

احتجاجی آواز بلند ہوتی تو انڈونیشیا کی آرمڈ فورسز اسے کچل دیتیں۔ اس 'خدمت' کے عوض ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرف سے سوہارتو حکومت کو فنڈز مہیا کیے جاتے تھے۔ یہ کمپنیاں ایک طرف انڈونیشین عوام کا خون چوس رہی تھیں اور دوسری جانب انڈونیشیا میں ماحولیاتی دہشت گردی کی بھی مرتکب ہو رہی تھیں۔ ان کے کارخانوں، کانوں اور نام نہادی ترقیاتی صنعتی منصوبوں نے وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے گھنے جنگلات کو شدید نقصان پہنچایا۔ فیکٹریوں سے خارج ہونے والے زہریلے فاضل مادوں نے آبی ذخائر کو زہر آلود کر دیا۔ شہروں میں آلودگی کے باعث آب و ہوا مسموم ہوگئی۔ اس نام نہاد اقتصادی ترقی کے طفیل ملٹی نیشنل کمپنیوں اور مقامی دولت مند مقتدر طبقے نے تو اپنی جیبیں خوب بھریں، لیکن عام آدمی کی مہنگائی نے کمر توڑ کر رکھ دی۔ جان پرکنز کے بقول ''عالمی مالیاتی اداروں کے اس 'اقتصادی معجزے' نے انڈونیشیا کی مقامی ثقافتوں کو ملیا میٹ کر دیا۔ اصل قدیم باشندوں کی زمینیں چھین لیں، ان کی زندگیاں اور روایات تباہ کر دیں''۔

1900ء کی دہائی میں جب انڈونیشیا کو اقتصادی بحران نے اپنی لپیٹ میں لیا تو آئی ایم ایف نے سوہارتو حکومت کو اپنے STRUCTURAL ADJUSTMENT PACKAGE کی پیش کش کر دی۔ یہ خصوصی پیکیج قبول کرنے پر سوہارتو حکومت کو یہ 'مشورہ' دیا گیا کہ وہ ایندھن اور خوراک پر عوام کو دی جانے والی سب سڈیز فوری طور پر بند کر دے۔ علاوہ ازیں اخراجات میں کمی لانے کے لیے (اپنی عیاشی اور شاہ خرچیوں کو کنٹرول کرنے کے بجائے) دیگر پبلک سروسز بھی روک دے۔ بے رحمانہ عدمِ توازن کی اس پالیسی نے مٹھی بھر مقتدر طبقے کو تو خوب فائدہ پہنچایا لیکن غریب عوام آٹے اور روٹی تک کے لیے ترسنے لگے۔ اس صورت حال نے کھاتے پیتے لوگوں کو بھی پریشان کر دیا۔ چنانچہ مہنگائی کا یہ طوفان عوام کو سڑکوں پر لے آیا۔ ان دنوں بل کلنٹن وائٹ ہاؤس میں براجمان تھے۔ ہوا کا رخ بدلتے دیکھ کر امریکی حکومت نے بھی سوہارتو کی طرف سے آنکھیں پھیر لیں۔ انڈونیشین حکومت زیادہ دن عوامی دباؤ کا سامنا نہ کر سکی اور سوہارتو کو مئی 1998ء میں اقتدار سے الگ ہونا پڑا۔

جان پرکنز کا مزید کہنا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں کسی شخص کو 'قانونی رشوت' دینے کے لیے چار طریقے اختیار کرتی ہیں۔ پہلا یہ کہ مذکورہ کمپنی اس شخص یا اس کے دوستوں عزیزوں کی ملکیتی

کمپنیوں سے بلڈوزر، کرین، ٹرک یا دیگر بھاری مشینری لیز پر لینے اور اس کے عوض غیر معمولی معاوضہ دینے کی پیش کش کرتی ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنی کمپنی جیسی کمپنیوں ہی سے پراجیکٹ کے کسی حصے کے لیے مصنوعی طور پر بڑھی ہوئی قیمت پر ذیلی معاہدہ کرلے۔ تیسرا یہ کہ وہ اسی انداز میں فوڈ، ہاؤسنگ، ایندھن، ٹرانسپورٹ اور دیگر اشیا کا ٹھیکہ لے لے۔ چوتھا اور آخری حربہ یہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنے 'بزنس' کے لیے جس ملک کو منتخب کرتی ہیں، وہاں کی بااثر شخصیات کے بیٹے بیٹیوں کو معروف امریکی تعلیمی اداروں میں داخلہ دلوانے، ان کے تعلیمی اخراجات اپنے ذمے لینے اور جب تک وہ امریکہ میں قیام پذیر رہیں، انہیں 'زیرِتربیت' ہونے کے وظائف ادا کرنے کی پیش کش کرتی ہیں۔ جان پرکنز کے الفاظ میں ''انڈونیشیا کی کہانی ایسی کہانی ہے جو بار بار دوہرائی جارہی ہے۔ یہ امریکن ایمپائر کی خفیہ تاریخ ہے۔''

یہی کہانی اس وقت پاکستان میں بھی دوہرائی جارہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس بار امریکہ نے پاکستان کو چاروں شانے چت کرنے کے لیے آئی ایم ایف کو میدان میں اتار رکھا ہے۔ جنرل الیکشن 2018ء کے بعد جس 'تبدیلی سرکار' کو پاکستانی قوم پر مسلط کیا گیا، اس نے اقتدار سنبھالتے ہی جس طرح وزارتِ خزانہ اور سٹیٹ بینک کو آئی ایم ایف کے کارندوں کے حوالے کیا، اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ اس سرکار کو لانے میں داخلی مقتدر قوتوں کی نسبت خارجی استعماری قوتوں نے زیادہ اہم کردار ادا کیا تھا، جبھی تو تبدیلی سرکار کا ہر ہر قدم بزبانِ حال یہ کہتا ہے کہ انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی۔ ملک آئی ایم ایف کو ٹھیکے پر دینے کے لیے جو طریقۂ واردات اختیار کیا گیا وہ بھی انڈونیشیا کی کہانی سے خاصی مماثلت رکھتا ہے۔ پہلے کرپشن کے خلاف جنگ کا نعرہ لگایا گیا، سابقہ حکومتوں کی لوٹ مار کے قصے بیان کیے گئے پھر انہی سابقہ 'لٹیرے' حکمرانوں کے سنگی ساتھی، وزیر، مشیر، ترجمان اور قصیدہ گو اپنے دائیں بائیں بٹھا کر قوم کو اقتصادی ترقی کے خواب دکھانے شروع کردیے جن کی تعبیر اب بجلی کی قیمتوں میں روز افزوں اضافے، آٹے کے بحران، ٹیکسوں کی بھرمار، کمرتوڑ مہنگائی، بے روزگاری اور ریکارڈ توڑ کرپشن کی صورت میں سامنے آرہی ہے۔ تاناشاہ سرکار کے نورتن اپنی تجوریاں بھرنے میں مصروف ہیں کہ پھر یہ موقع ملے کہ نہ ملے۔ یہ سب آئی ایم ایف کے سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پیکیج کا

ثمر ہے جس کے بارے میں ایک برس پہلے 10 فروری 2019ء کو وزیراعظم عمران خان نے دبئی میں آئی ایم ایف کی سربراہ کرسٹین لاگاردے سے ملاقات کے بعد قوم کو یہ مژدہ سنایا تھا کہ ان کے اور کرسٹین لاگاردے کے درمیان 'ڈھانچہ جاتی اصلاحات' کے حوالے سے خیالات میں ہم آہنگی پائی گئی ہے۔ ان اصلاحات کے نتیجے میں ملک پائیدار ترقی کی ڈگر پر چل پڑے گا اور ان کے ذریعے معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کا تحفظ کیا جائے گا۔ لیکن اگر گزشتہ ایک برس کے دوران صرف بنیادی اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں ہی ہوش ربا اضافے کی رفتار دیکھی جائے تو صاف عیاں ہوتا ہے کہ اقتصادی ترقی، اصلاحات، نجکاری اور کرپشن کے خلاف جنگ کے نام پر پاکستان کو عالمی مالیاتی اداروں کا غلام بنانے کے منصوبے پر کام جاری ہے، اور یہ سوچ کر ہی جھرجھری آجاتی ہے کہ خاکم بدہن اگر یہ منصوبہ کامیاب ہوگیا ہو تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا...... ملک میں خانہ جنگی یا ایٹمی ہتھیاروں سے دستبرداری؟

ے خدا سے خیر مانگو آشیاں کی
نظر بدلی ہوئی ہے آسماں کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قربانی کے دن، ابن آدم کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کو (قربانی کے) جانور کا خون بہانے سے زیادہ پسند ہو۔ اور قیامت کے دن قربان کیے ہوئے جانور کو اس کے سینگوں، کُھروں اور بالوں کے ساتھ لایا جائے گا (یعنی نامہ اعمال کے ترازو میں جانور کے ان حصوں کو بھی رکھا جائے گا جن کو بے کار سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے)۔ اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (ابن ماجہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

(قسط وار)

تصویر اِک فتنۂ عالمگیر

تصویر کی حرمت پر اجماعِ اُمّت اور بعض شبہات کا ردّ

(پانچویں قسط)

تالیف: جناب احسن عزیز شہید

صفحات: 128 قیمت: Rs.200
ناشر: ادارہ مبشرات،
پوسٹ بکس نمبر 126، I-10، اسلام آباد

کیمرہ کی آنکھ، دجّال کی ایک آنکھ

یہ دجالی دور ہے جس میں ہم انسان گزشتہ چند صدیوں سے رہ رہے ہیں، یہ دجالی فتنہ اب اپنی بلندیوں کو چھو رہا ہے اس دور میں ایک شخص (PERSON) 'دجال' بھی آئے گا جس کی بحوالۂ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ ہوگی۔ یہ بات قرین قیاس ہی نہیں، وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ وہ ایک آنکھ سے 'کانا' ہوگا مگر اہل علم نے اس دجالی دور کی بھی ایک آنکھ یعنی یک رُخاپن کی تشریحات کی ہیں۔ کئی اکابرین (جیسے ڈاکٹر اسرار احمدؒ) کے نزدیک انسان کی دو آنکھوں کی طرح، علم کے بھی دو سوتے (SOURCES) ہیں: ایک علم الاشیاء اور دوسرا علم الوحی۔ دجال اور دجالی دور کی ایک آنکھ کا مطلب یک رضاپن ہے کہ اس کی اور اس کے تحت تہذیب کی ایک آنکھ ٹھیک اور ایک آنکھ بند ہوگی یعنی علم الاشیاء (ACQUIRED KNOWLEDGE) میں بہت اونچا ہوگا مگر علم وحی والی آنکھ بند ہوگی۔ خدا، رسول، وحی، آسمانی کتب قرآن کا انکار کرتا ہوگا۔

اسی طرح دجال اور دجالی تہذیب کی ایک آنکھ کی ایک قابل غور تشریح 'کیمرے کی ایک آنکھ ہے'۔ اس 'دجالی آنکھ' کے فتنے نے آج گھر گھر، گلی گلی ہر انسان کو متأثر کیا ہے ہر انسان کے پاس موبائل فون ہے اور ہر موبائل فون میں (اکثر) کیمرہ ہے جس سے

SELFIE کلچر کا آغاز ہوا ہے۔ ہر آدمی اپنے فوٹو دوسروں سے SHARE کر رہا ہے ذرا بے احتیاطی ہو اور شیطان کا غلبہ ہو تو جو تصویریں SHARE ہوں گی وہ اس دجالی تہذیب کی ایک آنکھ کی شکاہکار اور عظیم فتنہ ہیں جس سے آج انسانیت دوچار ہے۔ مسلمان علماء بھی اس فتنہ سے محفوظ نہیں۔ اخبارات، ٹی وی، ٹی وی چینل، ویڈیو کلپ، خبریں، ڈرامے، فلمیں اور اس بے حیائی کے تمام اکھاڑے (SITES) اس فتنہ (دجالی آنکھ) کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور ہر آدمی نے اپنی جیب میں یہ شیطانی آلہ خود خرید کر کے محفوظ رکھا ہوتا ہے۔ شیطان لعین نے اس کیمرہ کی آنکھ کے فتنے کو مزین کر کے ہماری ضرورت اور عصر حاضر کے ساتھ چلنے کا تقاضا قرار دے کر ہمیں اس کو خرید کر اپنے پاس رکھنے کا قائل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں تصویر (اور ویڈیو جو اسی کیمرہ سے بنتی ہے) اور کیمرہ کی آنکھ کی نفرت ڈال دے۔ آمین۔ تا کہ ہم فتنہ دجال سے اپنے آپ کو، اپنے ایمان کو اور اپنے اہل و عیال کو بچا سکیں۔ (ادارہ)

4۔ ٹی وی اور ویڈیو کے پروگرام کرنا اور دیکھنا، دونوں ناجائز ہیں

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ تصاویر، ویڈیو وغیرہ کے بارے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''تصویر بنانا اور بنوانا دونوں حرام ہیں۔ اور اس کی حرمت پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والے کو ملعون قرار دیا ہے۔ چونکہ ٹی وی میں تصویر ہوتی ہے، اسی طرح وہ پروگرام جو کیمرے کے ذریعے محفوظ کر کے ویڈیو کی شکل میں چلائے جاتے ہیں، وہ بھی تصویر کے حکم میں ہیں۔ اس لیے ٹی وی اور ویڈیو کے پروگرام کرنا اور دیکھنا دونوں ناجائز ہیں۔ اس پر ہمارے تمام اکابر کو فتویٰ ہے۔

1۔ بایں ہمہ اگر کوئی عالم یا مولوی ٹی وی پر آتا ہے یا اپنی ویڈیو بناتا ہے، بنواتا ہے یا اس کی اجازت دیتا ہے، تو کسی ایک عالم یا چند علماء کے اس عمل کو ٹی وی اور وی سی آر کے جواز پر بطور استدلال پیش کرنا درست نہیں، اس لیے کہ یہ ان کا انفرادی عمل ہے۔

2۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات آج کل زیر بحث ہے اور اس پر تحقیق کی جا رہی ہے کہ جو

پروگرام ویڈیو کیسٹ اور سی ڈیز میں محفوظ کر لیے جاتے ہیں، وہ تصویر کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ علماء کا ایک طبقہ اس کو تصویر نہیں سمجھتا، ان کہنا ہے کہ چونکہ ویڈیو اور سی ڈی کی موجودہ حالت میں تصویر نظر نہیں آتی، بلکہ وہ چند نقطے ہوتے ہیں اور ویڈیو کیسٹ یا سی ڈیز میں خوردبین لگا کر بھی ان کو نہیں دیکھا جاسکتا، البتہ جب ٹی وی اور کمپیوٹر میں ڈال کر ان کو چلایا جاتا ہے، تو ٹی وی اور کمپیوٹر کی مشین ان کو جوڑ کر ایک شکل بنا دیتی ہے، لہٰذا یہ تصویر نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دوسرا طبقہ اور اہل علم کی قابل اعتماد جماعت اس کو بھی تصویر کہتی ہے، کیونکہ جب وہ ٹی وی اور کمپیوٹر پر دیکھتے وقت تصویر ہے، تو اس کا حکم بھی تصویر ہی کا ہوگا۔ ہمارے اکابر کی یہی تحقیق ہے اور یہی قابل اعتماد ہے اور اسی میں ہی سلامتی ہے، باقی جن حضرات کا عمل آپ نے نقل فرمایا ہے، انھیں سے دریافت کیا جائے کہ اب تک جو چیز متفقہ طور پر ناجائز تھی، اب وہ جائز کیسے ہوگئی؟

پھر ان حضرات کے اس عمل سے گناہ اور بدکاری کی راہ کھل جائے گی اور جب ٹی وی گھر میں آجائے گا، تو خیر سے جائز و ناجائز کی تحقیق ثانوی درجے میں چلی جائے گی۔

رہی یہ بات کہ کفر نے اسلام کے خلاف ٹی وی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے، تو ہم اس کو اشاعت اسلام کے لیے استعمال کیوں نہ کریں؟ بلاشبہ بادی النظر میں یہ جذبہ اچھا معلوم ہوتا ہے، مگر اس اُمت کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ اس نے اشاعت اسلام کے لیے کسی ناجائز کو ذریعہ نہیں بنایا۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو چوروں کی اصلاح کے لیے چوروں کے گروہ میں اور زانیوں کی اصلاح کے لیے زانیوں کے گروہ میں شامل ہونا، بلکہ کافروں کی اصلاح کے لیے کافروں کے گروہ میں شامل ہونا جائز ہوتا۔ پھر اس کے علاوہ یہ بھی ضروری نہیں کہ جو کچھ اغیار کے پاس ہو، وہ ہمارے پاس بھی ہو، کیونکہ شیطان کو انسانی قلوب میں وساوس ڈالنے اور ان پر تسلط کا جو اختیار حاصل تھا اور ہے، وہ نبی اکرم ﷺ کو بھی حاصل ہوتا، کیونکہ اشاعت کفر کے لیے شیطان جب یہ ہتھیار استعمال کرسکتا ہے، تو اللہ کا نبی اس کا زیادہ مستحق ہونا چاہیے تھا۔ اسی طرح جب شیطان انسانی قلوب کی اسکرین پر اپنے وساوس کے ذریعے گناہوں اور بدکاریوں کی فلم دکھاتا ہے، تو ہمیں بھی اس کی اجازت ہونا چاہیے تھی۔

پھر ٹی وی اور وی سی آر کے جواز کے لیے یہ دلیل بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ اگر ہم

نے ان کو نہ اپنایا تو لادین قوتیں ان کو دین کے بگاڑ کے لیے استعمال کریں گی اور اسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا، اور اسلام اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں رہے گا، اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس قدر تسلط دینے کے باجود بھی آج تک اسلام کو محفوظ رکھا ہے، تو آئندہ بھی تحریف سے اسے بچائے گا۔ اس کے علاوہ ٹی وی کا پیغام حقانیت کی دلیل بھی نہیں، ورنہ شیطان کا پیغام، جو پوری دنیا میں ہے، حق ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں، لہٰذا ہم دین اسلام کی اشاعت اور اس کی حفاظت کے مکلّف ضرور ہیں، مگر جائز طریقے پر اور بس۔ واللہ اعلم بالصواب"۔ (حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ، بحوالہ ماہنامہ بینات، شمارہ شعبان المعظم، ۱۴۲۸ھ، ستمبر ۲۰۰۷، صفحہ ۵۵۔۵۶)

5۔ (ٹی وی یا کمپیوٹر اسکرین پر موجود) شعاعی تصویر کو اَولیٰ بالتحریم کہا جائے گا!

یہاں ہم حضرت مولانا کمال الدین المسترشد (استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ مخزن العلوم، کراچی) کی کتاب "شعاعی تصویر کی حقیقت اور شرعی حیثیت" — جو کمپیوٹر، ٹی وی، موبائل اور دیگر جدید اسکرینوں پر بننے والی 'شعاعی تصاویر' سے متعلق ایک محقق کتاب ہے —، میں سے چند بحوث کو ملخص کر کے، شیخ کے اپنے الفاظ (قوسین کے ماسوا) کے ساتھ پیش کر رہے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

"آج کل جو تصویر کسی بھی اسکرین پر نظر آتی ہے وہ روشنی کے مختلف رنگوں کے متناسب امتزاج کی مرہونِ منّت ہے — اسکرین پر اس (روشنی) کی شعاعوں کی بدولت ہو بہو اس جسم کی تصویر بن جاتی ہے"۔

"بعض حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں کہ ٹی وی اور کمپیوٹر کی اسکرین پر جو نقش نظر آتا ہے، وہ تصویر نہیں بلکہ شعاع ہے یا پھر عکس اور سایہ ہے، لہٰذا اس پر تصویر محرم (حرام تصویر) کا حکم نہیں لگتا۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ سی ڈی میں کوئی تصویر نہیں ہوتی تو اسکرین پر تصویر کہاں سے آئی؟ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ سی ڈی میں تصویر نہیں ہوتی، یہ بات درست ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ کبریٰ ضم کرنا کہ اسکرین پر بننے والے نقوش تصویر کے زمرے میں نہیں آتے، یہ محلِ نظر بلکہ غلط فہمی ہے، کیونکہ دنیا بھر کے ماہرین اسے تصویر ہی کہتے ہیں اور تصویر کی ہر تعریف اس پر صادق آتی ہے۔ جیسا کہ کتاب کے شروع میں لفظ تصویر کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی بحث میں

گزرا ہے"۔(تفصیل کے لیے اصل کتاب دیکھئے)۔

"رہی یہ بات کہ اس کی سابقہ حالت یعنی سی ڈی (کمپیکٹ ڈسک یا ہارڈ ڈسک وغیرہ) پر تصویر کا اطلاق نہیں ہوتا لہٰذا "الآن کما کان" (اب بھی وہی ہے جو پہلے تھا) کے پیش نظر اسکرین پر دکھائی دینے والی شبیہ بھی تصویر نہیں ہے۔ یہ استدلال بطور استصحاب الحال ہے جو مقامِ اثبات میں کارگر نہیں"۔

"یہ بات درست ہے کہ سی ڈی میں تصاویر نہیں جیسا کہ سابقہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ اس میں صرف 'انفارمیشن' ہوتی ہے مگر یہاں بات سی ڈی کی نہیں ہو رہی ہے بلکہ (دیکھنا یہ ہوگا کہ کمپیوٹر یا ٹی وی) اسکرین پر جب شبیہ منظر عام پر آتی ہے تو اس وقت اس کی حقیقت اور حیثیت کیا ہوتی ہے۔ یہ بات طے ہے کہ قلب الحقائق سے شے کا حکم تبدیل ہو جاتا ہے"......

"مسلمہ قاعدے کے مطابق منصوص علیہ چیزوں میں اس قسم کی تاویلات کی گنجائش نہیں کہ جب اسے ساری دنیا تصویر سے تعبیر کرتی ہے اور آج تک اس کا عرفی ولغوی نام یہی رہا ہے، تو اس کے اجزائے ترکیبیہ (ساخت و ماہیت) کچھ بھی ہوں، نص کا حکم اس پر نافذ ہوگا۔ حتیٰ کہ منصوص علیہ کے بعض افراد اگرچہ بظاہر ضابطے سے خارج معلوم ہوتے ہوں مگر وہ پھر بھی نص کے حکم میں داخل ہوتے ہیں، حالانکہ یہاں تو علتِ حرمت بوجہ اَتم موجود ہے"۔

"اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ بات بآسانی سمجھ آجائے گی کہ (عام) تصویر میں حقیقی اعضاء کی تخلیق وتکوین کوئی بھی مصور نہیں کرسکتا، بس صرف ظاہری سطح پر (دو جہتی) شبیہ اور نقش کے ذریعے شکل بنا دیتا ہے، نہ تو اس میں رگیں، پٹھے ہوتے ہیں اور نہ ہی ہڈی اور گوشت وغیرہ وہ دماغ سے بھی خالی ہوتی ہے اور حرکت بالارادہ سے بھی، اس میں کوئی روح نہیں ہوتی، بس صرف ظاہری سطح پر وہ دوسری چیز کی مشابہ ہوتی ہے مگر شریعت نے (جاندار کی) ظاہری نقالی کو بھی ممنوع قرار دیا ہے کہ اتنی جسارت بھی اللہ کی شانِ عظیم میں گستاخی ہے۔

اب دوبارہ غور سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ ظاہری تخلیق اور ظاہری مشابہت تو جدید شعاعی تصویر میں بوجہ اَتم پائی جاتی ہے۔ وہ بولتی چالتی بھی ہے اور کھاتی پیتی بھی ہے غرض جو کام مُشبّہ بہٖ نے کیا ہوتا ہے وہی شبیہ کرتی ہے۔ ایک منصف مزاج خود اندازہ لگائے اور

خود ہی فیصلہ کرلے کہ پتھر کا تراشہ ہوا مجسمہ زیادہ اعلیٰ درجے کی شبیہ ہے؟ اس میں زیادہ موافقت و مشابہت پائی جاتی ہے، یا ٹی وی اور کمپیوٹر کی دکھائی دینے والی تصویر میں؟......لہٰذا ''لا تشکیك فی الماهيات بل فی الأسود ...... الخ'' کے مطابق یہاں حکم بالاولویت کے تحت شعاعی تصویر کو اولیٰ بالتحریم کہا جائے گا''۔

''عام مجوّزین یہ فرماتے ہیں کہ جب تک ان شکلوں کا پرنٹ نہ لیا جائے، یا پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش نہ کرلیا جائے اس وقت تک وہ تصویر نہیں ہے!

راقم اس فرق کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ ان حضرات نے یہ تفریق کس دلیل کی بنا پر کی ہے؟___ غالب گمان کے مطابق انھوں نے یہ فرق عکس اور فوٹو کے حوالے سے کیا ہے حالانکہ پیچھے مکرر گزرا ہے کہ عکس پر تصویر کا قیاس___ قیاس مع الفارق ہے، عکس بالاتفاق (عند المهرة) مجازی شبیہ ہے، اسے پردے اور اسکرین پر حاصل نہیں کیا جاسکتا، جب کہ ٹی وی اور کمپیوٹر کی تصویر تو حقیقی شبیہ ہے اور پردے (اسکرین) پر موجود ہے۔ پھر حقیقی کو___ جو اسکرین پر موجود ہے___ اس مجازی پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے جو بصری دھوکے کا نتیجہ ہے؟''

''تمثال اور مجسمہ یا کاغذ پر بنا ہوا فوٹو اس لیے 'تصویر' کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا کہ وہ مٹی سے مرکب یا کاغذ پر منقش ہے، بلکہ اسے اگر 'تصویر' کہا جاتا ہے تو اس لیے کہ وہ کسی چیز کا تصور اور صورت پیش کرتا ہے۔ ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر ہر پتھر پر اور ہر کاغذ پر 'تصویر' کا اطلاق ہوتا، اور (کسی چیز کے مشکّل تصور اور صورت کے نظر آنے کی) یہ علت تو ٹی وی اور کمپیوٹر کی تصاویر میں بوجہ اَتم اور بطریق اکمل پائی جاتی ہے، بلکہ اس میں تو حس و حرکت بھی دکھائی دیتی ہے، بولتی چالتی بھی ہے اور ہو بہو جان دار کی طرح لگتی ہے، اس میں ایک ایک بال اور ایک ایک خال محفوظ ہوتا ہے۔ کیا فقہاء نے اس معصیت کو کبیرہ میں شمار نہیں کیا ہے جو اگرچہ منصوص علیہ نہ ہو مگر اس کا مفسد منصوص علیہ کے مساوی یا اس سے بڑھ کر ہو؟''

''دوسرا شبہ ان (مجوزین) کو یہ ہوا کہ (ساکن و متحرک تصویر کا) فوٹو گرافر تصویر نہیں بناتا بلکہ وہ تو صرف بٹن دباتا ہے لہٰذا یہ وعید صرف اس کو شامل ہوگی جو اپنے ہاتھ سے تصویر بنائے نہ کہ فوٹو گرافر اور کیمرہ مین کو!

اس کا جواب یہ ہے کہ جب ساری 'مشینوں' کا حکم ___ 'ہاتھ' کے حکم کے برابر ہے تو فوٹو کی مشین کیونکر مستثنیٰ ہوگی؟ جو آدمی بندوق کی گولی چلانے کے لیے صرف بٹن دباتا ہے اور اس کے ذریعے کئی لوگوں کی جانیں لے لیتا ہے، وہ قاتل نہیں؟ بلکہ آج کل تو 'کمپیوٹرائزڈ' ہتھیار آگئے ہیں اور سینکڑوں میل دور بیٹھ کر ایک آدمی میزائل فائر کرنے کے لیے صرف بٹن دباتا ہے اور اس کے نتیجے میں پوری کی پوری بستی اور بعض اوقات پورا شہر تباہ ہو جاتا ہے تو کیا وہ قاتل شمار نہیں ہوگا؟ اس نے کون سا لشکر بھیجا ہے جو پہلے زمانے کی طرح اپنے ہاتھوں سے ___ (وہ) ویرانی مچاتا ___ جو آج ایک بٹن سے ہوتی ہے؟! لہٰذا اگر ایک بٹن کے ذریعے جان دار کی جان لی جاسکتی ہے اور وہ مشینی قاتل جان لیوا کہلاتا ہے، تو ایک بٹن دبا کر فوٹو کھینچنے والا، جاندار کی شکل بنانے والا مدعی' مصور نہیں کہلاتا؟'' (اقتباسات از کتاب ''شعاعی تصویر کی حقیقت اور شرعی حیثیت'' حضرت مولانا کمال الدین المسترشد)

6۔ ''آلاتِ صنع و حرفت کے بدلنے سے تصویر کے شرعی احکام نہیں بدلتے''

ملک بھر کے جید علمائے کرام کا متفقہ تاریخی فتویٰ

بعض اہم معاملات میں حتمی فیصلے کے لیے ملک کے چاروں صوبوں کے اہل فتویٰ علمائے کرام کا ایک اجلاس مورخہ 28/اگست 2008ء مطابق 25 شعبان المعظم 1429ھ بروز جمعرات حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کی زیرِ صدارت جامعہ فاروقیہ کراچی منعقد ہوا، اجلاس میں شریک مفتیانِ عظام نے جہاں ایک طرف اسلام کی طرف منسوب مروّجہ بینکاری کو قطعی طور پر غیر شرعی اور غیر اسلامی قرار دیا، اور ان بینکوں کے ساتھ اسلامی یا شرعی سمجھ کر کیے جانے والے معاملات کو ناجائز اور حرام ٹھہراتے ہوئے ان کے حکم کو دیگر سودی بینکوں کی طرح قرار دیا، ساتھ ہی جان دار کی تصویر کی جملہ شکلیں جواب تک متعارف ہوئی ہیں (چاہے وہ کاغذ و پلاسٹک پر چھپیں یا ٹی وی و سینما سے نشر ہوں، کمپیوٹر و انٹرنیٹ پر دیکھی جائیں، یا موبائل فون اور البم میں رکھی جائیں) سب کو بیک قلم حرام اور گناہ قرار دیا۔ اور اُسی شرعی موقف کو دہرایا جو قرن ہا قرن سے اُمت کے ہاں ایک اجماعی امر چلا آرہا ہے۔ اس متفقہ فتویٰ میں تصویر سے متعلق موجود عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے:

''جدیدیت کی رو میں بہہ کر تصویر کی حرمت کا حکم نہیں بدلا جاسکتا ہے۔ جاندار کی

تصویر کی جتنی اور جو شکلیں اب تک متعارف ہوئی ہیں عرف و عادت، لغت اور شرعی نصوص کی رو سے وہ سب تصویر کے حکم میں ہیں۔ آلاتِ صنع وحرفت کے بدلنے سے تصویر کے شرعی احکام نہیں بدلتے۔اس لیے جو حکم شریعت میں تصویر کا منقول ہے، تصویر کی تمام شکلیں اس حکم کے تحت داخل ہیں۔ اس لیے تصویر کی اِباحت اور جواز کا راستہ اختیار کرتے ہوئے کسی قسم کے ٹی وی چینل کا اجراء یا علمائے کرام کا ٹی وی پر آنا اور اسے تبلیغ دین کی ضرورت کہنا اور سمجھنا شریعت کی خلاف ورزی ہے اور جدیدیت واباحیت کی ناجائز پیروی ہے۔ مسلمانوں پر واجب اور لازم ہے کہ دیگر حرام اور خلافِ شرع امور کی طرح ان سے بھی بچنے کا بھرپور اہتمام فرمائیں''۔

مذکورہ بالا فتویٰ پر درج ذیل علمائے کرام کے دستخط ثبت ہیں:

حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب، جامعہ فاروقیہ کراچی

حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، سرحد

حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب، جامعہ اشرفیہ لاہور، پنجاب

حضرت مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادی صاحب، جامعہ رشیدیہ، آسیا آباد، تربت، مکران، بلوچستان

حضرت مولانا مفتی عبد المجید دین پوری صاحب، جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

حضرت مولانا مفتی سعد الدین صاحب، جامعہ حلیمہ درہ پیزو، سرحد

حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب، خیر المدارس ملتان، پنجاب

حضرت مولانا مفتی گل حسن بولانی صاحب، جامعہ رحیمیہ سرکی روڈ، کوئٹہ

حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب، جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال، کراچی

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ، کراچی

حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب، دار العلوم کبیر والا، پنجاب

حضرت مولانا مفتی روزی خان صاحب، دار الافتاء ربانیہ، کوئٹہ، بلوچستان

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ شیخ صاحب، جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

حضرت مولانا مفتی عبد القیوم دین پوری صاحب، دار الافتاء مجلس تحفظ ختم نبوتؐ، کراچی

حضرت مولانا مفتی نذیر احمد شاہ صاحب، جامعہ فاروق اعظم، فیصل آباد، پنجاب

حضرت مولانا مفتی سعید اللہ صاحب، جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام، کوئٹہ بلوچستان

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب، جامعہ خلفاء راشدین، کراچی

حضرت مولانا مفتی رفیق احمد صاحب، جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

حضرت مولانا مفتی شعیب عالم صاحب، جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

حضرت مولانا مفتی انعام الحق صاحب، جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد مدنی صاحب، معہد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد، کراچی

حضرت مولانا مفتی قاضی سلیم اللہ صاحب، دارالہدیٰ ٹیری، خیر پور، سندھ

حضرت مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب جامعہ فاروقیہ، کراچی

حضرت مولانا مفتی احمد خان صاحب، جامعہ فاروقیہ، کراچی

حضرت مولانا مفتی عبد الغفار صاحب، جامعہ اشرفیہ، سکھر، سندھ

حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب، جامعہ فاروقیہ، کراچی

حضرت مولانا مفتی عاصم عبد اللہ صاحب، جامعہ حمادیہ، کراچی

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ صاحب، جامعہ دھورو نارو، سندھ

حضرت مولانا مفتی احمد خان صاحب، جامعہ عمر کوٹ، سندھ

حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب، جامعہ دھورو نارو، سندھ

حضرت مولانا مفتی امان اللہ صاحب، جامعہ خلفائے راشدین، کراچی

مزید تائید کنندگان جو اپنی پیشگی مصروفیات کی بناء پر بذات خود مجلس میں شریک نہ ہو سکے:

حضرت مفتی ڈاکٹر عبد الواحد صاحب، جامعہ مدنیہ، لاہور

حضرت مفتی محمد عیسیٰ صاحب، مفتاح العلوم، گوجرانوالہ

حضرت مولانا مفتی حاجی عبد الغنی صاحب، دار العلوم چمن، بلوچستان

سچی بات تو یہ ہے کہ حرمت تصویر کے حکم شرعی اور اس بارے میں اہل فتویٰ علماء کے فتاویٰ کو بسر وچشم قبول کرنے کے سوا، اس جدید اُمّ الخبائث کا خاتمہ ناممکن اور اس سے چھٹکارے کی کوشش سعی لا حاصل کے سوا کچھ نہیں۔

بعض شبہات کا ردّ ____ مفتی شفیع علیہ الرحمہ کے قلم سے

حضرت تھانوی کے خلیفہ مجاز اور پاک و ہند کی نامور علمی شخصیت حضرت مفتی محمد شفیع نے آج سے قریباً ایک صدی قبل ۱۳۴۸ھ میں ایک رسالہ تصویر اور فوٹو گرافی کے جواز کے ردّ میں

تحریرفرمایا، جودارالعلوم دیوبند کے ماہنامہ 'القاسم' میں باقساط شائع ہوا۔ یہ دراصل علامہ سیّد سلیمان ندوی کے ۱۹۱۹ء میں لکھے گئے ان مضامین کا جواب تھا جو دار المصنّفین اعظم گڑھ کے ماہنامہ 'معارف' میں شائع ہوئے۔ اگرچہ بعد میں سیّد صاحب جب حضرت تھانوی سے بیعت ہوئے ___ تو آپ نے مرشد کے حکم پر محرم ۱۳۶۲ھ بمطابق جنوری ۱۹۴۳ء ___ جمہور فقہائے اُمت سے مختلف، اپنی تمام تصانیف و آراء سے رجوع فرمالیا، ''رجوع و اعتراف'' کے نام سے، یہ مضمون بقول مفتی شفیع علیہ الرحمہ ___ سید صاحب کے کمالِ علم اور کمالِ تقویٰ کا بہت بڑا شاہکار تھا۔ اس مضمون میں آپ نے تصویر کے جواز سے متعلق اپنی رائے سے بوضاحت رجوع فرمالیا تھا۔

حضرت مفتی شفیع علیہ الرحمہ کی کتاب ''تصویر کے شرعی احکام'' کا حصہ دوم ''کشف السجاب عن وجه فوتوغراف'' کے عنوان سے دراصل سیّد صاحب کے مرجوع عنہ مضمون کا جواب تھا، جسے بعدازاں آپ نے اپنی عمر مبارک کے اٹھترویں سال (1392ھ) میں، بعد نظر ثانی شائع فرمایا۔ افادۂ عام کے لیے اس مضمون میں سے چند اقتباسات (اختصار و جدید عنوانات کے ساتھ) پیش کررہے ہیں:

1۔ کیا نام اور عنوان بدلنے سے چیز حلال ہوجاتی ہے؟

آپ فرماتے ہیں:

☆ ''آج کل آخرت سے غفلت اور فسق و فجور اور گناہوں کے عموم وشیوع کا زمانہ ہے، جو اپنی جگہ خود ایک مصیبت ہے لیکن اس وقت ایک نئی مصیبت اس مشینی دور نے کھڑی کردی کہ جو چیزیں پہلے دستی صنعت سے بنائی جاتی تھیں اب وہ مشینوں کے ذریعے پہلے سے زیادہ صاف ستھری اور جلد سے جلد بن کر تیار ہوتی ہیں۔ ان مشینوں کے ذریعے تیار ہونے والی چیزوں کے عموماً نام بھی الگ رکھ دیے گئے ہیں۔ جن چیزوں کو شریعت اسلام نے کسی خاص نام اور عنوان سے حرام کیا تھا، اب وہ نام وعنوان نہ رہا تو کچھ لوگوں نے اس کو حیلہ ٔجواز بنالیا، اور یہ وہی آفت ہے جس کے واقع ہونے کی خبر علاماتِ قیامت میں رسول ﷺ پہلے دے چکے ہیں، آپؐ نے ارشادفرمایا: ''میری اُمت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے، ان کے سامنے راگ، باجے اور گانے والی عورتیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو زمین میں دھنسادیں گے اور

بعض کی صورتیں مسخ کرکے بندر اور خنزیر بنادیں گے۔ (رواہ ابن ماجہ وابن حبان)

آج کل لوگوں نے یہی معاملہ شراب کے علاوہ دوسرے گناہوں اور فسق و فجور کے ساتھ کرلیا ہے کہ ان کی شکلیں اور صورتیں نئی نئی نکال کران کے نام بدل ڈالے اور گناہ اور ثواب کی فکر سے فارغ ہوگئے۔ سود اور قمار کی اس دنیا نے ایک نئی صورت اختیار کی، سودخوری کا نام بینکنگ رکھ دیا، قمار کی ہزاروں صورتیں ایجاد ہوگئیں ___ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برخلاف یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی اس طرح کی حیلہ جوئی کے ذریعے کھلے طور پر کرنا، ایک گناہ کو دو گناہ بنادیتا ہے، ایک اصل گناہ، دوسرے اس گناہ کو حلال سمجھنے سمجھانے کی کوشش! اور یہ دوسرا گناہ پہلے گناہ سے بھی زیادہ اشدّ ہے۔

کارہا با خلق آری جملہ راست
با خدا تزویر و حیلہ کے روا ست

یہی معاملہ ہمارے زیرِ بحث مسئلہ 'فوٹو گرافی' میں ہوا ہے۔

2۔ فوٹو کی تصویر درحقیقت تصویر نہیں، وہ تو ایک سایہ اور ظلّ ہے؟!

☆ ''کچھ حضرات ہیں جنھوں نے یہ فلسفہ اختیار کیا کہ جب کوئی مرض وبائی صورت اختیار کرلے اور عام ہوجائے تو اس کو مرض ہی کہنا چھوڑ دو، نہ اس کے علاج کی ضرورت ہے اور نہ اس سے بچنے کی کوشش ضروری ہے اور حیلہ یہ نکالا کہ: ''فوٹو کی تصویر درحقیقت تصویر نہیں، وہ تو ایک سایہ اور ظل ہے۔ (حالانکہ) ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا محض ایک فریب ہے، واقعہ یہ ہے کہ ظلّ اور سایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظلّ کے تابع ہوتا ہے۔ جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی کھڑا ہے جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہوگیا''۔

3۔ فوٹو گرافر اَعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں کرتا؟!

☆ ''بعض حضرات نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں کرتا اور حدیث میں تصویر کشی کو حرام قرار دینے کی وجہ یہی بیان فرمائی گئی ہے کہ تصویر سازی میں اللہ تعالیٰ کی ایک مخصوص صفت کی نقالی اور گویا ہم سری کا اِدّعا ہے''۔

___ لیکن ذرا بھی غور سے کام لیں تو اعضاء کی حقیقی تخلیق و تکوین تو کوئی مصور بھی نہیں

کرتا۔اعضاء کی ظاہری سطح نقش کے ذریعہ بنادیتا ہے۔نہ اس میں رگیں، پٹھے بنتے ہیں، نہ ہڈی اور گوشت بنتا ہے۔اس ظاہری سطح کا نقش بنادینے ہی کا نام شریعت نے 'تصویر' رکھا ہے، جس کو حرام قرار دیا ہے تو فوٹو میں اعضاء کی سطح کو رنگ وروغن کے ذریعے قائم کردینے اور قلم سے بھردینے میں کیا فرق ہے؟ حدیث کے الفاظ میں بھی اس کو تخلیق نہیں بلکہ 'مضاھات خلق اللّٰہ' کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے یعنی تخلیق خداوندی کی مشابہت پیدا کرنا اور نقالی کرنا۔اس میں ظاہر ہے کہ وہ قلم کے ذریعہ کی جائے یا کسی مشین کے ذریعہ،ان دونوں میں کوئی فرق نہیں!

جس طرح لوہے، پیتل وغیرہ کے (بعض) تصویری مجسمات لوگ ہاتھ سے بناتے ہیں، اسی طرح بعض سانچوں اور مشینوں کے ذریعہ ہی ڈھالے جاتے ہیں۔اعضاء کی تخلیق و تکوین الگ الگ ان سانچوں، مشینوں میں بھی نہیں ہوتی مگر مشین تھوڑی دیر میں بہت سے بت بنادیتی ہے۔کیا اس کو جائز کہا جاسکتا ہے؟ اس کے علاوہ یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ جس صورت میں مصور اعضاء کی تخلیق وتکوین نہ کرے وہ تصویر کشی جائز ہوجائے، کیونکہ احادیث رسول ﷺ میں حرمت تصاویر کی متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں، جو بیان احادیث کے بعد اوپر لکھ دی گئی ہیں۔اگر کسی تصویر میں بالفرض ایک وجہ حرمت تصویر کی موجود نہ ہو تو اس سے وہ تصویر حلال نہیں ہوجاتی، کیونکہ دوسری وجوہِ حرمت وہاں موجود اور قائم ہیں____''۔

4۔ حرمت ابتدائے اسلام میں تھی، بعد میں اجازت دے دی گئی!

☆ ''(بعض نے کہا کہ)

''یہ کیوں نہ کہا جائے کہ حرمت ابتدائے اسلام میں تھی، جو تصاویر کے ذریعہ بت پرستی ہونے کی بنا پر تھی۔بعد میں جب یہ اندازہ ہوگیا کہ اب توحید مسلمانوں میں راسخ ہوچکی ہے، شرک میں مبتلا ہونے کا احتمال نہیں رہا، اس لیے اجازت دے دی گئی''۔

''(تصویر سے متعلق) متواتر احادیثِ حرمت کے پورے ذخیرہ کو بغیر کسی قوی دلیل کے محض اپنے گمان اور تخیل سے منسوخ کہہ دینا، علم کی شان سے بہت بعید ہے خصوصاً کہ جبکہ تصاویر کی حرمت اور اس کے واقعات صحابہؓ وتابعین میں آنحضرت ﷺ کے بعد بھی جاری اور نافذ رہے ہوں اور جبکہ مرضِ وفات میں بھی آپ ﷺ سے تصاویر پر وعید منقول ہو۔اسی لیے جمہور

اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ تصاویر جیسے پہلی اُمتوں میں حرام نہ تھیں ــــ (مثلاً) حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنات ان کے لیے محرابیں اور تصاویر بنایا کرتے تھے (اور) اس کی تصریح قرآن مجید میں موجود ہے ــــ اسی طرح ابتدائے اسلام میں ایک وقت تک تصاویر کو حرام قرار نہیں دیا گیا جس کی مدت مرقات شرح مشکٰوۃ میں ہجرت کے ابتدائی زمانہ تک بتلائی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بہت سی وہ چیزیں جو سابقہ شریعتوں میں اس لیے جائز تھیں کہ خود ان میں کوئی خاص مفسدہ نہیں تھا مگر بعد میں وہ مفاسد کا ایسا ذریعہ بن گئیں کہ اس سے پوری اُمت گمراہ ہوگئی۔ شریعت اسلام چونکہ ابدی شریعت ہے اور نبوت اور سلسلۂ وحی ختم ہو چکا ہے اس لیے جن افعال کے ذریعہ پچھلی امتوں میں گمراہی پھیلنے کا تجربہ ہو چکا تھا اگرچہ خود وہ کام حرام نہ تھے، شریعت اسلام میں ایسے افعال کو بھی سد ذرائع کے طور پر حرام کر دیا گیا ہے۔

تصاویر کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے۔ ان کی تعظیم و تکریم پچھلی اُمتوں کی گمراہی اور شرک و بت پرستی میں ابتلا کا سبب بنی تھی اس لیے اس اُمت مصطفویہؐ میں اس فعل کو ہی حرام کر دیا گیا۔ (تصویر کے شرعی احکام، ص 54-55)

شریعت اسلام میں اس کے نظائر بہت ہیں، فقہاء نے سد ذرائع کو ایک مستقل باب کی حیثیت سے لکھا ہے۔ اس کا مقتضا یہی ہے کہ ہجرت کے ابتدائی زمانے تک اسلام میں بھی تصویر کی ممانعت نہ تھی، بعد میں حرمت کے احکام آئے۔

اس کی شہادت کے لیے یہ بھی کافی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جس مصور پردہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور اس کو پھاڑ ڈالا، یہ واقعہ اکثر محدثین کے نزدیک غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ہوا ہے اور غزوہ تبوک نو (9) ہجری کا واقعہ ہے اور مرض الموت میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا کنیسہ ماریہ حبشہ کا ذکر کرنا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصویر سازی پر عذاب کا ذکر فرمانا (کتب احادیث میں) مذکور ہے، یہ سب کھلے شواہد ہیں کہ تصاویر کی اجازت کا تعلق ابتدائے اسلام سے تھا اور ممانعت بعد میں آئی......۔"

5۔ تصویر کی حرمت و جواز میں مشرکانہ اور غیر مشرکانہ کی تفریق؟!

☆ "بعض علماء نے احادیث حرمت و اجازت دونوں میں تطبیق اس طرح دی کہ حرام و ممنوع

صرف وہ تصاویر ہیں جو عبادت و پرستش کے کام آتی ہیں، جیسے حضرت عیسیٰ و مریم کی تصویر یا بتوں کی تصاویر، باقی دوسری تصویریں جن میں عبادت و بت پرستی کا کوئی شائبہ نہیں، وہ سب جائز ہیں"۔

لیکن اجازت مذکورہ میں ذرا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جن تصاویر کو رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا اور اس پر ناراض ہوئے، بدست خود اس کپڑے کو چاک کر دیا، اس میں اس کا کوئی احتمال نہیں (تھا) کہ پوجا پاٹ کی تصویریں ہوں، اگر ایسا ہوتا تو صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جن کے پاس یہ تصویریں دیکھ کر ممانعت کی گئی، وہؓ خود ہی ان سے پرہیز کرتے۔ کیا کسی صحابیؓ کے متعلق یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ بتوں اور معبوداتِ باطلہ کی تصویروں کو اپنے گھروں میں جگہ دیں گے؟ کَلَّا و اللّٰہ! اور اگر بالفرض یہ تصویر بھی ایسی ہی مشرکانہ تھی تو (چاک کر کے) گدّا بنانے کے بعد بھی یہ تصویر اس میں موجود تھی اور رسول ﷺ اس کو استعمال فرماتے تھے تو کیا یہ مشرکانہ تصویر کا استعمال نہیں ہوا؟

بات اس کے سوا کچھ نہیں کہ جو تصاویر صدیقہ عائشہؓ یا دوسرے صحابہؓ کے پاس دیکھ کر اظہارِ ناراضی کیا گیا اور ان کو ممنوع قرار دیا، وہ سب تصاویر محض زینت کے لیے تھیں، مشرکانہ تصاویر کا وہاں کوئی احتمال نہیں، اس لیے یہ فرق کرنا کہ حرام صرف وہ تصویریں ہوں جن کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے، باقی سب جائز ہوں کسی طرح احادیث مذکورہ میں اس کی گنجائش نہیں نکالی جا سکتی ___ یہ کسی ایک حدیث کے ایک جملہ میں بھی نہیں کہ فلاں تصویر مشرکانہ تھی اس لیے اس کو حرام کیا گیا، فلاں مشرکانہ نہیں تھی اس کی اجازت دے دی گئی۔ واقعۂ جبرائیل میں بھی جبرائیلؑ نے یہ کہہ کر تصویر پر نکیر نہیں کیا کہ یہ مشرکانہ تصویر ہے، اس لیے اس کو ہٹایئے، یہ کہیں نہیں کہا کہ فرشتے اس مکان میں نہیں جاتے جس میں مشرکانہ تصاویر ہوں ___ پھر معلوم نہیں کہ یہ مشرکانہ اور غیر مشرکانہ کی تفریق اور دونوں کے احکام میں فرق کتاب وسنت اور شریعت اسلام کی طرف کس طرح منسوب کیا گیا؟ ___ خلاصہ یہ ہے کہ تصویر کی حرمت و جواز میں مشرکانہ و غیر مشرکانہ کی تفریق قرآن وسنت اور عقل وقیاس ___ کسی رو سے بھی صحیح نہیں!"

("تصویر کے شرعی احکام" "کشف السجاب عن وجه فوتوغراف" صفحات: 57 تا 67)

حضرت مفتی شفیع صاحب کی مندرجہ بالا فقہی بحوث اگرچہ سبھی اقسام کی دستی و مشینی،

قدیم و جدید انداز ہائے تصویر کے شرعی احکام کا احاطہ کرتی ہیں، پھر بھی اگر کوئی 'متحرک' یا 'ویڈیو' تصاویر کو اس بحث سے خارج کرنا چاہے تو اس کے جواب میں خود حضرت مفتی صاحب کا یہ فتویٰ ____ کہ: ''سینما دیکھنے، اگر دوسری خرابیوں سے قطع نظر بھی کیا جائے، کی ممانعت کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ اس میں تصاویر دکھلائی جاتی ہیں'' ____ کافی ہے۔

لیکن اس کا کیا کیجیے؟!

احسن الفتاویٰ میں مذکور ہے:

''انتہائی قلق سے لکھنا پڑتا ہے کہ تصویر کی لعنت عوام سے تجاوز کر کے خواص بلکہ علماء تک پھیل گئی ہے، جس کا یہ افسوس ناک نتیجہ سامنے آرہا ہے کہ بہت سے لوگ ان حضرات کے اس طرزِ عمل کو دیکھ کر اس قطعی حرام کو حلال باور کرنے لگے (ہیں)، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ جب بھی عوام کو اس گناہ پر ٹوکا جاتا ہے تو جھٹ سے کہہ دیتے ہیں: ''آپ لوگ دیکھتے نہیں؟ اب تو بڑے بڑے علماء بھی تصویر کھنچواتے ہیں''۔ ان کا یہ کہنا کچھ جھوٹ بھی نہیں (جبکہ) آئے دن اخبارات میں ان حضرات کی تصویریں نمایاں ہوتی ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ واقعتاً لوگ تصویر کو جائز سمجھنے لگے ہیں یا صرف ٹوکنے والوں سے گلوخلاصی کے لیے اس عذرِ لنگ کا سہارا لیتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ بعض علماء کے اس افسوس ناک طرزِ عمل نے جہلاء کو جری بنا دیا ہے بلکہ بے دین اور دریدہ دہن لوگوں کو زبان دے دی ہے۔''

''(اب) بہانہ ساز لوگ خود سوچ کر فیصلہ کر لیں کہ ایک طرف صحیح بخاری کی احادیث، حضورِ اکرم ﷺ کی واضح تنبیہات اور لعنت اور اشدّ عذابًا کی سخت وعیدیں، پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل اور پوری اُمت کا اجماعی موقف ہے، دوسری جانب معدودے چند سیاسی علماء کا عمل (نہ کہ فتویٰ)۔ کیا کل روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور آپ یہ کہہ کر چھٹکارا حاصل کر لیں گے کہ ان علماء کی یہ بدعملی دیکھ کر شریعت کے ایک قطعی حکم کو ہم نے پس پشت ڈال دیا تھا؟''

خود تو منصف باش ____ علماء اپنے کیے کے خود ذمہ دار ہیں، ہم ان کی بے جا وکالت نہیں کرنا چاہیے، البتہ ایک خطرناک اور گمراہ کن مغالطے کا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں، وہ یہ کہ جب کبھی علماء باعمل کی جانب سے ان پر قدغن لگتی ہے تو عموماً اس حلقے کی طرف سے یہ جواب پیش

کیا جاتا: ''دینی مصلحت سے ہم یہ گناہ کرتے ہیں، اس لیے کہ اس دور فساد میں یہ ممکن ہی نہیں کہ اس قسم کے گناہوں سے بچتے ہوئے عوامی سطح پر کوئی سی دینی خدمت انجام دی جا سکے۔''

گویا اپنے دین وایمان کا یہ نقصان دینی نفع کی خاطر گوارہ کیا جاتا ہے، اگر اتنی لچک بھی نہ اختیار کی جائے تو عوام سے رابطہ رکھنا ممکن نہیں۔

یہ ساری منطق بجا، مگر یہ فرمائیے کہ آج کے مسلم معاشرے میں (گو مسلم نام کی حد تک ہی سہی) رکاوٹیں (کیا) اُس معاشرے سے زیادہ ہیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تن تنہا توحید کی آواز اٹھائی تھی؟ اِن وقتی مشکلات کو اُس دورِ خونچکان سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں، پھر آخر کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آزمائشوں کی یلغار میں بھی ذرّہ برابر لچک نہ اختیار فرمائی، مخالفین کی طرف سے مصالحت کی پیشکش یہ فرما کر ٹھکرا دی: وَاللّٰہِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِیْ یَمِیْنِیْ وَالْقَمَرَ فِیْ یَسَارِیْ عَلٰی اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الْاَمْرَ، حَتّٰی یُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْ اَهْلَكَ فِیْهِ، مَاتَرَكْتُهٗ (البدایۃ، ج۳، ص۱۴) ''خدا کی قسم: اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی لا کر رکھ دیں اور یہ کہیں کہ اس کام کو چھوڑ دو (تو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا)، یہاں تک اللہ میرے دین کو غالب کرے یا میں ہلاک ہو جاؤں''۔

دشمنانِ اسلام جو مسلمانوں سے عدد وعُدد میں سو گنا بڑھ کر تھے، ان کی سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ (بے شک) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصد سے دست بردار نہ ہوں، صرف ذرا سی لچک اختیار کر لیں، تو ہم مخالفت ترک کر دیں گے۔ (وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ) مگر قرآن نے دوٹوک فیصلہ سنا کر ان کی یہ دیرینہ آرزو خاک میں ملا دی: (وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ)

یہ واشگاف الفاظ میں اعلان ہے کہ حق و باطل کے مابین سمجھوتہ کسی صورت ممکن نہیں۔ ایک طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا یہ بے داغ اور چمکتا پہلو ہے مگر دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا بلکہ نائبین کا یہ شرم ناک طرزِ عمل کہ موہوم سی منفعت کی خاطر اپنے دین کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ ببین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا______'' (احسن الفتاوی، ج۸، ص۴۳۴ تا ۴۳۶)

(جاری ہے)

اسلامی سال اور ہماری بے توجّہی

مفتی ابوسنابل سید اقبال شاہ

(بشکریہ ماہنامہ ندائے حسن، چارسدہ، ستمبر 2019ء)

پبلک سروس کمیشن کے انٹرویو کے لیے آئے ہوئے امیدوار ایک ہال میں بیٹھے ہوئے اپنی اپنی باری کے منتظر تھے۔ ہر ایک کی نگاہ کمرہ امتحان کے دروازے پر ٹکی ہوئی تھی، جونہی اندر سے کوئی امیدوار نکل آتا، باقی تمام اس کے گرد جمع ہو جاتے اور ایک سانس میں کئی سوالات کرتے: ''کیا پوچھا؟ کون سا ٹاپک زیادہ ڈسکس ہوتا ہے؟ کتنے سوالات پوچھے جاتے ہیں؟ اندر کتنے افراد بیٹھے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ''۔

خشخشی داڑھی، سفید ہموار اور باریک کاٹن سوٹ میں ملبوس، خوبصورت قلم سامنے کی جیب میں سجائے کمرہ امتحان سے نکلتے ہوئے تمام امیدواروں میں سب سے زیادہ پر امید اور چہرے پر متکبرانہ مسکراہٹ کے ساتھ ایک امیدوار جونہی نکلا تو میں نے پوچھا: ''لگتا ہے آپ کی تقرری تو پکی ہے''۔ کالر درست کرتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو ہلکی سی جنبش دے کر ''ہمم'' کی آواز آئی۔ میں نے کہا: آپ سے کون سے سوالات پوچھے گئے؟ کہنے لگا: ممتحن نے پہلا سوال یہ کیا کہ قرآن کریم میں احترام والے مہینے کون سے بیان ہوئے ہیں؟ میں نے پوچھا کہ اس کا جواب کیا دیا آپ نے؟ کہنے لگا کہ احترام اور عظمت رمضان المبارک ہی کو تو حاصل ہے، جس میں قرآن مجید نازل ہوا، لیلۃ القدر اس ماہ میں ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ سن کر میں تو حیران ہوا کہ

اس بیچارے کو جواب نہیں آیا یا سوال نہیں سمجھا۔

ایک صاحب سے خلفاء اربعہ کا پوچھا تو جواب میں چار اماموں کے نام داغ دیے، لاحول ولاقوۃ اِلا باللہ۔ یہ اسلامی معلومات کے بارے میں ہمارے تعلیم یافتہ طبقے کی حالت ہے، عوام کی کیا حالت ہوگی؟ آپ خود اندازہ کرلیں۔

بحیثیت مسلمان، اسلامی جمہوریہ پاکستان اور علم کے نور سے مالا مال صوبہ میں رہنے کے باوجود، جہاں قدم قدم پر علمی حلقے، مدارس اور مساجد، علماء کرام کی بہتات، وعظ وتعلیم کی ہر سہولت ہر وقت ہر جگہ میسر، پھر بھی اسلامی شعائر اور دینی معلومات کی یہ حالت! اس پر افسوس کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

ایک جگہ عصری علوم کے چند طلبہ سے عشرہ مبشرہؓ کے متعلق پوچھا گیا تو سبھی نے مل کر چھ کا نام بمشکل بتادیا، جبکہ انہی نوجوانوں کو آسٹریلیا اور انڈیا کے تمام کرکٹرز کے تمام نام ازبر تھے، جبکہ بہت ساروں کو فٹ بال کے بہترین سٹارز کا بھی بخوبی علم تھا۔ فلمی سٹار کا اگر پوچھا جاتا تو یقیناً ہر ایک دوسرے سے سبقت لے کر جواب دیتا۔

محترم قارئین حضرات! یہ حقیقت ہے کہ اسلامی اور دینی معلومات میں ہم سب کورے ہیں، جبکہ اس کے برعکس غیر مسلموں کی ہر ہر ادا، ان کے ہر تہوار اور دین سے دور کرنے والے، بلکہ دین سے متصادم ہر چیز کا ہمیں نہ صرف علم ہوتا ہے، بلکہ ہم انہیں اپنی تہذیب اور ثقافت کا حصہ بنانے کے بھی درپے ہیں۔ ''بسنت، ویلنٹائن ڈے اور ہپی نیوایئر'' ہر بچے اور جوان کی زبان پر ہے۔ دسمبر کی آخری تاریخ کورات کے بارہ بجے کیا کچھ ہمارے ملک میں ہوتا ہے۔ مبارکبادی کے پیغامات کا تانتا لگ جاتا ہے اور اس موقع پر غیروں کی نقالی میں ہم بامِ عروج پر پہنچ جاتے ہیں۔ غیر شعوری طور پر ان رسموں اور تاریخوں کی اہمیت ہمارے اندر رچ بس گئی ہے۔ ہمارے میڈیا نے ہمارے بچوں کے سامنے ان تہواروں کو ترقی کی علامت کے طور پر متعارف کروایا ہے اور والدین بھی 'آفرین' کے مستحق ہیں کہ وہ بھی ایسے موقعوں پر کیک کاٹنے، شمعیں جلانے اور پٹاخے چلانے پر اپنے بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور انہیں غیروں کی تہذیب میں ڈوبنے پر تنبیہ نہیں کرتے۔

14/اگست کے موقع پر پرچم نما کپڑے اور جسم کے مختلف حصوں پر جھنڈے جھنڈیوں کے چھاپ، ہاتھوں میں کانوں کو بہرا کرنے والے بگل نما آلے اور ہر طرف پوں پوں کرنے والی کریہہ آوازیں یقیناً آپ لوگوں نے بھی سنی ہوں گی۔ کیا ان جوانوں کو آزادی کے مفہوم کا ذرا بھی علم ہے؟ ہر گز نہیں۔ اگر علم اور احساس ہوتا تو ناچنے گانے، شور شرابے اور دھما چوکڑی کے بجائے اس ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے کمر بستہ ہوتے اور تعلیم و تہذیب کے ذریعے اسے ترقی دینے کو اپنا مشن بناتے۔

بحیثیت پاکستانی ہمیں علم ہونا چاہیے کہ پاکستان بننے کا مقصد کیا تھا؟ کیا صرف زمین کا ایک خطہ لینا تھا یا کوئی نظریاتی مقصد بھی تھا؟ لاکھوں لوگوں کا خون کیوں بہا؟ کیا اُن کو متحدہ ہندوستان میں گھر و روزگار نہیں مل رہا تھا؟ ایکڑوں زمینیں اور کروڑوں کے کاروبار چھوڑ کر بے سروسامانی میں ہجرت کرنے والوں کا مقصد کیا تھا؟ یہ وہ سوال ہیں، جن کے جوابوں کے بارے میں ہمارے نوجوانوں کو علم ہونا چاہیے۔ اگر انہیں ان باتوں کا علم نہ ہو سکے تو ان کے لیے آزادی کا جشن منانا بے کار ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمیں اس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ اسلامی شعائر کیا ہیں؟ اسلامی سال کسے کہتے ہیں؟ اسلامی مہینوں کے نام کیا کیا ہیں؟ اور ان میں کون سے دینی احکام اور فرائض ہماری طرف متوجہ ہیں؟ اَشہر الحرم یعنی عظمت اور شرافت والے مہینے، جو قرآن کریم نے بیان کیے ہیں، وہ چار ہیں:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (التوبة: ٣٦)

ترجمہ: ’’مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کیے تھے آسمان اور زمین، ان میں چار مہینے ہیں ادب کے، یہی ہے سیدھا دین، سو اس میں ظلم مت کرو اپنے آپ پر‘‘۔

وہ چار مہینے یہ ہیں: محرم الحرام، رجب المرجب، ذی قعدہ، ذی الحج۔ ان میں

محرم الحرام سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں یہ چار مہینے عظمت، فضیلت اور شرافت کے رہے ہیں اور تمام کے ہاں بارہ مہینے مانے جاتے تھے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے۔ ان میں چار مہینے حرمت و عزت والے ہیں۔ جن میں تین مسلسل ہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحج، محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے جو کہ جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

اَلسَّـنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الحِجَّةِ، وَالمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِى بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ،

(بخاری: 4294)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی تاریخی نظام اللہ پاک کا عطا کردہ ہے۔ اسلامی سال کا تعلق چاند سے ہے، جس سے ہر ایک انسان؛ چاہے وہ اَن پڑھ ہی کیوں نہ ہو، تاریخ کا اندازہ بڑی آسانی سے لگا سکتا ہے، لہٰذا اسلامی تاریخ کا نظام ایک فطری نظام ہے۔ اس کے برعکس عیسوی شمسی نظام فطرت اور شریعت سے متصادم نظریات پر مشتمل ہے، کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک اس کا آغاز اور ابتدا اس وقت سے ہے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی، حالانکہ یہ قرآنی تعلیمات اور احادیث نبویہ کے بالکل خلاف ہے۔

نجومی لوگ ستاروں کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنی تاریخ اور سالوں کا حساب کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض مذاہب ایسے ہیں جو اپنے تاریخی نظام کو موسم کے تغیرات اور تبدیلی کے حساب سے جانتے ہیں، جیسا کہ ہندوؤں کے ہاں یہ رائج ہے۔ یہ بھی حقیقت میں شمسی نظام کی ایک قسم ہے اور ہمارے ہاں کاشتکار اور زمیندار حضرات بیساکھ، جیٹھ، اسوج، بادوں، کاتک وغیرہ الفاظ کچھ تغیر اور تبدل کے ساتھ نہ صرف جانتے ہیں، بلکہ روزمرہ بول چال میں اس کو استعمال کرتے ہیں اور اسی حساب سے اپنے معاملات بھی طے کرتے ہیں، لیکن ان تمام نظام ہائے تاریخ میں اسلامی نظامِ تاریخ بالکل درست اور عین فطرت کے مطابق ہے، کیونکہ زمین و آسمانوں کی پیدائش کے وقت قمری مہینوں کی جو ترتیب تھی، وہی ترتیب اس طرح اپنی حالت پر برقرار ہے اور کسی بھی نبی اور رسول کی شریعت میں اس کے علاوہ کوئی اور تاریخی نظام ثابت نہیں ہے۔

اسلامی سال اور نظامِ تاریخ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اسلامی تعلیمات اور احکام اسی سے متعلق ہیں۔ کچھ احکام ایسے ہیں کہ اگر ان کو قمری تاریخ میں ادا کرنے ی بجائے ذرہ بھی آگے پیچھے ادا کرلیا جائے تو وہ عمل صرف یہ نہیں کہ قابل قبول نہیں ہوگا، بلکہ قابل مواخذہ ہوگا۔

اسلام کے ارکان میں روزہ اور حج کا تعلق اسلامی سال کے قمری مہینوں کی خاص تاریخوں سے وابستہ ہے۔ میدانِ عرفات میں حاجی نو ذی الحجہ کی بجائے دس یا آٹھ کو جائے تو سرے سے حج ہی ادا نہیں ہوگا، بلکہ اب کسی صورت میں اس کی تلافی بھی ممکن نہیں، جب تک کہ آئندہ سال اسی مقرر دن میں میدانِ عرفات میں حاضر نہ ہو۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایامِ تشریق، اعتکاف حتیٰ کہ عدت کے احکامات کا دارومدار بھی اسی پر ہے۔

ہماری تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ اسلامی سال کی نہ ابتدا کا پتہ چلتا ہے اور نہ انتہا کا۔ تاریخ یاد رکھنا تو دور کی بات ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسلامی مہینوں کے نام یاد کر کے عام بول چال اور تحریر میں اس کو استعمال میں لایا جائے، کیونکہ اسلامی تاریخ کی حفاظت فرض کفایہ اور ہماری تہذیب وثقافت کی پہچان ہے۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے!
وہ دِل، وہ آرزو باقی نہیں ہے!
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تُو باقی نہیں ہے!

علامہ اقبال

کرونا وائرس یا دجال کی آمد
افراتفری کا شکار اقوامِ عالم

ابوفیصل محمد منظور انور

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ''اے انسان! تجھے جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے کسب وعمل کی بدولت ہے''۔ (سورۃ النساء:79)۔اس وقت عالمی سطح پر کرونا وائرس کی جو مصیبت آئی ہوئی ہے، یہ انسانوں کے اپنے اعمال ہی کا نتیجہ ہے، اس سے چھٹکارہ حاصل کرنے لیے ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس کے سامنے عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنی تمام غلطیوں کی معافی مانگ کر آئندہ کے لیے اصلاحِ احوال کی کوشش کرنی چاہیے۔نومبر 2019ء سے شروع ہوکر وسط جون 2020ء تک دنیا بھر کے تقریباً تمام ممالک کے 84 لاکھ سے زائد افراد کرونا وائرس سے متأثر ہوئے ہیں جبکہ اس دوران ساڑھے 4 لاکھ سے زائد افراد اس موذی مرض کا شکار ہوئے ہیں۔ پاکستان میں بھی اس وقت تک متأثرین کی تعداد ایک لاکھ 60 ہزار سے تجاوز کرگئی تھی جبکہ پچھلے چار ماہ میں تین ہزار سے زائد ہلاکتیں ہوچکی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے 60 ہزار سے زائد مریضوں کو صحت یاب بھی کردیا۔شروع شروع میں یورپ اور امریکہ میں ہلاکتوں کی رفتار اور تعداد سے تو پوری دنیا بہت زیادہ خوف میں مبتلا ہوگئی تھی کہ یہ ممالک انتہائی حد تک ترقی یافتہ اور بے پناہ وسائل کے مالک بھی تھے مگر وہ اس وبا کے سامنے بے بسی کی تصویر بنے نظر آئے، اس طرح کے حالات میں غریب اور بے وسیلہ ممالک کے عوام کا خوف تو ایک فطری امر تھا۔اسی خوف کی وجہ سے کئی ممالک

میں لاک ڈاؤن کیا گیا یہاں تک کہ اسلامی دنیا کے مقدس مقامات اور مساجد تک کو تقریباً بند کر دیا گیا۔ مگر عوام کی غیر سنجیدگی اور معیشت کے حوالے سے بڑھتے ہوئے دباؤ کے سامنے اکثر ممالک کی حکومتوں نے گھٹنے ٹیک دیے اور عوام کو چند SOP's کے تحت باہر نکلنے کی اجازت دے دی۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے لاک ڈاؤن کرنے، ماسک پہننے اور سماجی فاصلہ رکھنے اور گھروں میں محدود رہنے کا مذاق اڑایا اور تیزی سے بڑھتی ہوئی اموات سامنے آنے کے باوجود عوام کی اکثریت نے اس کو کبھی بھی سنجیدگی سے نہ لیا، جس کا نتیجہ اب سب کے سامنے ہے۔ حکمرانوں کی طرف سے اگرچہ زبانی کلامی بڑے بڑے اعلانات اور دعوے سامنے آئے مگر عملی طور پر کوئی زیادہ اچھا نتیجہ سامنے نہ آیا۔ عیدالفطر کے موقع پر اعلیٰ عدلیہ اور حکومت کی طرف سے تاجروں کی حمایت میں تجارتی پلازے اور مارکیٹیں کھولنے کی اجازت پر عوام نے SOP's کی پرواہ کیے بغیر جس طرح خرید وفروخت کی، اس کے خوفناک نتائج عیدالفطر کے بعد اگلے دن ہی آنا شروع ہو گئے تھے اور روز افزوں ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ فوری طور پر لاک ڈاؤن کر کے میڈیکل ایمرجنسی نافذ کر دی جاتی اور ٹیسٹ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کر دیا جاتا مگر ایسا نہ کیا جا سکا۔ صورت حال خراب ہوتی چلی گئی۔ اب صورت حال آئے روز خراب ہوتی جا رہی ہے اور روزانہ پانچ چھ ہزار نئے مریض سامنے آ رہے ہیں اور سو سے زائد اموات ہونے لگی ہیں۔ 15 مئی کو پنجاب حکومت کی طرف سے وفاقی حکومت کو جو رپورٹ ارسال کی گئی تھی اس کے مطابق صوبہ پنجاب کے صرف کے ایک شہر لاہور میں سات لاکھ کے لگ بھگ کرونا وائرس کے مریض ہونے کے خدشات ظاہر کیے گئے تھے تاہم میڈیا اطلاعات کے مطابق صرف اسی شہر لاہور میں یہ تعداد ایک ملین افراد یا اس سے زائد ہونے کے خدشات ظاہر کیے گئے جو صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔ مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے باعث حکومت کو کئی بڑے شہروں میں دوبارہ لاک ڈاؤن کرنا پڑا۔ اس وقت چند ایک مغربی ممالک کے کرونا وائرس سے فری ہو جانے کی اطلاعات ہیں تاہم جنوب مغربی ایشیا کے ممالک پاکستان، بھارت اور دیگر میں کرونا وائرس کے پھیلاؤ کی خوفناک اطلاعات ہیں اور ہزاروں افراد کی ہلاکت کے خدشات ظاہر کیے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر ایمپیریل کالج لندن کی رپورٹ سے تو پاکستان میں 31 / اگست تک ہزاروں کی تعداد میں لوگوں

کی ہلاکت کی خبریں بہت ہی خوفناک ہیں۔ ہماری حکومت بھی آنے والے دنوں کی سنگین صورت حال کی نشاندہی تو کر رہی ہے مگر اس سے فوری نبٹنے کی بجائے اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑنے کا عندیہ ظاہر کر رہی ہے۔ لاک ڈاؤن کی صورت میں لوگوں کی غربت کے باعث ہلاک ہونے کی باتیں تو محترم وزیراعظم بڑے تواتر کے ساتھ کرتے آ رہے ہیں مگر عوامی زندگیاں بچانے کے لئے مریضوں کی تعداد کم کرنے کے لئے عملی اقدامات کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ کیا کوئی شخص حکومت کے اعلان پر SOP's پر آسانی سے عمل کر سکتا ہے؟ میرے خیال میں کوئی شخص بھوک سے نہیں مر سکتا البتہ بروقت علاج معالجہ نہ ہونے کی صورت میں اپنی جان دے سکتا ہے۔ وقت تیزی سے ہاتھوں سے نکل رہا ہے مگر سوائے SOP's پر عملدرآمد کرنے کے اعلانات ہی کافی سمجھے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ٹائی فائیڈ بخار بھی وبا کی شکل میں پھیل چکا ہے اور ہر گھر میں لوگ بخار میں مبتلا نظر آتے ہیں مگر اس طرف شاید کسی کی توجہ نہیں ہے۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے سیاسی رہنما اس سنگین صورت حال میں بھی باہم دست و گریباں ہیں اور اپنی اپنی کرپشن بچانے کی فکر میں ہیں۔

ادھر انٹرنیشنل میگزین اکانومسٹ میں اپریل 2020ء کے شمارے میں صہیونیت کے 5 خفیہ پلانز کا اعلان کیا گیا ہے۔

نمبر 1۔ Everything is Under Control۔ اس کا معنی ہے ''ہر چیز طے شدہ منصوبے کے مطابق ہمارے کنٹرول میں ہے''۔ ایک طرف پوری دنیا کرونا سے ڈر کر گھروں میں بیٹھی ہوئی ہے، حکومتیں سکڑ کر دارالحکومتوں تک محدود ہو گئیں۔ کئی ممالک کو اپنی حیثیت برقرار رکھنے کے خطرے کا سامنا ہے مگر صہیونی میگزین فخریہ کہتا ہے کہ سب کچھ ان کی توقعات کے عین مطابق اور طے شدہ منصوبے کے مطابق ان کے کنٹرول میں ہے۔

نمبر 2 Big Government۔ اس سے مراد عالمی حکومت ہے۔ اس عالمی حکومت کو صہیونی اعلیٰ دماغ کی خفیہ دستاویزات دی الیومیناٹی پروٹوکولز میں ''سپر گورنمنٹ'' کے نام سے جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان کے مطابق پوری دنیا کی ایک ہی ''عالمی سپر گورنمنٹ'' بنائی جائے گی جو پوری دنیا پر حکمرانی کرے گی۔ اقوام متحدہ کے نام سے ان کی عالمی حکومت تو بن چکی ہے صرف اس کا

اعلان نہیں کیا گیا۔ان کا منصوبہ یہ ہے کہ مستقبل میں کسی بھی وقت دنیا میں کرائسز پیدا کر کے جیسے اس وقت ہیں ،اقوام متحدہ کو ایک عالمی سپر حکومت میں تبدیل کر دیا جائے گا اور یہ حکومت کسی یہودی النسل ایسے شخص کے ہاتھ دی جائے گی جو دجال کے لیے ہیکل سلیمانی تعمیر کرے گا اور یہودیوں کو چھوڑ کر باقی پوری دنیا کی اقوام کو اپنا غلام بنالے گا۔ برطانوی وزیراعظم اور بہت سے عالمی رہنماؤں نے اب کھل کر ایک عالمی حکومت بنانے کی باتیں شروع کر دی ہیں یہ سب اسی عالمی سپر گورنمنٹ بنانے کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔اگر اقوام متحدہ کا کوئی ایسا حکمران بن جائے تو ویکسین دینے کا اعلان کر دے تو دنیا کا کونسا ملک ہوگا جو اس کی حکمرانی تسلیم نہ کرے؟۔

نمبر 3 Liberty۔لبرٹی کا مطلب ہے ''آزادی''۔ یہاں آزادی سے مراد دنیا کو جو آزادی حاصل ہے اس کا کنٹرول اس 'خفیہ ہاتھ' کے پاس ہے جو اکانومسٹ نے بطور علامت اپنے کور فوٹو پر نمایاں کیا ہے۔ یہ وہ 'خفیہ ہاتھ' ہے جو پردے میں رہ کر پوری دنیا کو چلاتا ہے۔آپ اس ہاتھ کو یہودیوں کے 13 خفیہ خاندان سمجھیں جو پوری دنیا کی معیشت، زراعت، میڈیا، حکومت الغرض ہر چیز کی باگ دوڑ سنبھالتے ہیں، ورلڈ بینک ہو یا آئی ایم ایف، یہ تمام ادارے ان کے فنڈز سے چلتے ہیں، اقوام متحدہ کے تمام بڑے اداروں کے سربراہاں ان کے اپنے لوگ اور یہودی النسل ہیں۔اقوام متحدہ ان کے گھر کے لونڈی ہی سمجھیں۔آج یہ 13 یہودی خاندان اپنے مسیحا کے انتظار میں ہیں جس کے بارے حال ہی میں اسرائیلی یہودی رِبی اور یہاں تک کہ اسرائیلی سرکاری وزرا بھی اعلان کر چکے ہیں کہ مسیحا (دجال) اسی سال آرہا ہے۔ایک نے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ مسیحا سے ملاقات بھی کر چکا ہے اور بتادیا کہ مسیحا اسی سال کسی بھی وقت آجائے گا یعنی یہ لوگ جانتے ہیں کہ مسیحا کون ہے لیکن اس کا فی الحال اعلان نہیں کر رہے۔

نمبر 4 وائرس۔'کرونا وائرس' کا کنٹرول بھی اسی 'خفیہ ہاتھ' کے پاس ہے۔جب پوری دنیا وائرس کے خوف سے کانپ رہی ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ وائرس ان کے قابو میں ہے۔دراصل وائرس کے ذریعے صہیونیت نے پوری دنیا کو اپنے قابو میں کرلیا ہے۔اسرائیلی وزیر دفاع خود کہتے ہیں کہ ہمیں وائرس سے کوئی پریشانی نہیں ہے اس کی ایک وڈیو منظر عام پر آچکی ہے کہ جب دنیا کی 70 فیصد آبادی کو کرونا متاثر کرلے گا تو پھر از خود ختم ہو جائے گا گویا وہ پہلے سے جانتے ہیں کہ اتنے

فیصد آبادی متاثر ہوگی مگر انھیں کسی قسم کی پریشانی بھی نہیں ہے اور بڑے مطمئن ہیں، اسی لیے وہ لاک ڈاؤن بھی نہیں کرتے بلکہ علانیہ کہتے ہیں کہ وائرس ان کے قابو میں ہے۔

نمبر5۔ The Year Without winter۔ اس کو اگر ڈی کوڈ کریں تو اس کا مطلب ہوگا کہ اس سال دنیا کو موسم سرما گھروں میں قید رہ کر گزارنا پڑسکتا ہے۔ یاد رہے اس وقت سال کا چھٹا مہینہ جون چل رہا ہے انہوں نے تو اپریل میں اعلان کر دیا تھا کہ اس سال موسم سرما نہیں ہوگا یعنی دنیا موسم سرما کے مزے اس سال نہیں لے سکے گی۔

اس کے علاوہ کچھ اور عوامل بھی ہیں جنہیں ابھی تک اکانومسٹ میگزین نے نمایاں نہیں کیا۔ شاید آئندہ مہینوں کے شماروں میں ظاہر کر دیں۔ پہلا پروجیکٹ 5G ہے۔ سب سے پہلے 5G انسٹالیشن ہے جو لاک ڈاؤن کے دوران دنیا کے بیشتر ممالک میں چپکے سے کی جارہی ہے۔ میڈیا پر 5G کے متعلق کوئی خبر نہیں ملے گی۔ لندن میں مکمل لاک ڈاؤن کے دوران بھی وہاں 5G انسٹالیشن کا عملہ پھر بھی دن رات پولز پر ٹاورز نصب کرنے میں مصروف رہا ہے پاکستان میں ٹیلی نار اور زونگ کمپنیوں نے اشتہارات کے ذریعے 5G کی پروموشن شروع کر دی ہے۔ آخر یہ 5G کیا بلا ہے؟ مسٹر بل گیٹس کا انٹرویو جو حالیہ دنوں میں کئی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ وہ خاص طور پر مسلم دنیا کے جینز تبدیل کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اسی منصوبے کا حصہ ہے جو دراصل انٹرنیٹ اسپیڈ کی تیز ترین رفتار ہے جو اگر کسی علاقے میں لگادی جائے تو اس پورے علاقے کو ایک 'سپر کمپیوٹر' کے ذریعے ہر وقت ویڈیو پر دیکھا جاسکے گا، علاقے کا کوئی فرد ایسا نہیں بچے گا جس کی جاسوسی ممکن نہ ہو۔ موبائل سے لیکر ٹی وی اور دیگر گھریلو استعمال کی تمام اشیا میں نصب چھوٹے خفیہ کیمروں کے ذریعے چوبیس گھنٹے ہر فرد کی جاسوسی ممکن ہوجائے گی۔ عوامی سطح پر اسے لانے کا بہت زیادہ نقصان ہوگا کیونکہ اس ٹیکنالوجی کی شعاعیں انسانی دماغ کے لیے انتہائی خطرناک ہیں۔ ماہرین کے مطابق 5G سگنلز میں رہنے والا انسان ایسا ہوگا جیسے اس کا دماغ مائیکروویو میں پڑا ہوا ہو۔ یہ انسان کو مختلف ذہنی بیماریوں کا شکار کر دے گی لیکن خفیہ ہاتھ کو اس کی پرواہ نہیں کہ اس کے انسانی دماغ پر کیا اثرات پڑتے ہیں، انہیں صرف پوری دنیا کو ڈیجیٹلائیز کر کے اپنی عالمی بالادستی اور حکومت کا قیام مقصود ہے۔ یہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے لاکھوں

انسانوں کو ہلاک کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ دوسرا پروجیکٹ Nano Chip بذریعہ ویکسین: حال ہی میں ایک آرٹیکل پڑھا کہ بل گیٹس نے 1 بلین ڈالرز کی سرمایہ کاری کرنے کا اعلان کیا۔ یہ اعلان پوری دنیا کو ڈیجیٹلائیز کرنے کے متعلق تھا۔ سوال یہ ہے کہ پوری دنیا کو ڈیجیٹلائیز کیسے کیا جائے گا؟ اس کا جواب ہے 5G اور Nano chip سے۔ 5G کے ٹاورز بظاہر تو آپ کو انٹرنیٹ کی تیز سپیڈ دینے کے لیے ہوں گے لیکن ان کا خفیہ مقصد انسانوں میں لگی 'نینو چپ' (بہت زیادہ چھوٹی چپ) میں جمع ہونے والا ڈیٹا یعنی آپ کی دماغی سوچ کو کسی خفیہ جگہ جمع کرنا ہوگا۔ وہ 'خفیہ ہاتھ' جسے آپ اکانومسٹ میگزین پر دیکھ سکتے ہیں پوری دنیا کے انسانوں کے دماغوں میں پیدا ہونے والی سوچ کو کسی نامعلوم جگہ پر اپنے 'سپر کمپیوٹر' کے ذریعے دیکھے گا۔ یہی یہودیوں کا مسیحا (دجال) ہوگا جو 'اقوامِ متحدہ کی سپر گورنمنٹ' سنبھالتے ہی ان ٹیکنالوجیز سے انسانوں کے دماغ بھی پڑھ لے گا بلکہ کسی کے بولنے سے پہلے اس کے خیالات بھی جان لے گا۔

ایسی ہی ایک حدیث کی روایت بھی ملتی ہے جس کا مفہوم ہے کہ دجال ایک جگہ سے گزرے گا جہاں کسی شخص کے والدین فوت ہوگئے ہوں گے، وہ شخص سوچ رہا ہوگا کہ کاش میرے والدین دوبارہ زندہ ہوجائیں، دجال اس کی یہ سوچ اور خواہش پہچان لے گا اور اس کے بولنے سے پہلے ہی اس کے پاس جاکر اسے کہے گا کہ اگر میں تمہارے والدین کو زندہ کردوں تو کیا تم مجھے خدا مان لوگے؟ وہ شخص بولے گا: ہاں، کیوں نہیں۔ پھر دجال اپنے شیاطین کو حکم دے گا وہ اس شخص کے والدین کے مردہ اجسام میں داخل ہوکر زندہ ہوکر کھڑے ہوجائیں گے اور اس شخص کو کہیں گے کہ بیٹا یہ 'دجال' تمہارا رب ہے اس کی بات مان لو اس کی اطاعت کرو۔

یہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دجال کو شیاطین کی مدد حاصل ہوگی یعنی وہ ایسی ٹیکنالوجی حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہوجائیں گے جس سے دنیا میں موجود غیر مرئی مخلوق یعنی 'جنات' سے ان کا رابطہ ممکن ہوجائے گا اور اسی سے دجال شیطانوں سے مدد لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ روئے زمین کے تمام شیاطین کو دجال کے تابع کردے گا تاکہ اس فتنہ عظیم سے دنیا کے آخری بہترین مسلمانوں کی آزمائش کرے۔

اب اس سارے منظرِ عام کو اگر مختصر بیان کیا جائے تو یہ کچھ ایسا ہوگا کہ 'خفیہ ہاتھ'

کامیاب ہو رہا ہے، ہر چیز طے شدہ منصوبے کے مطابق ان کے کنٹرول میں جا رہی ہے۔ کرونا وائرس سے دنیا کو لاک ڈاؤن کروا کے وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو رہے ہیں، ساتھ ہی انہوں نے چپکے سے 5G انسٹالیشن شروع کر دی اور بل گیٹس نے نینو چپس کی شروعات کے لیے اقوام متحدہ سے 1 بلین ڈالرز کا معاہدہ بھی کر لیا، اس معاہدے میں ویکسین بنے گی اور اسی ویکسین کے اندر اتنی چھوٹی نینو چپ ہو گی کہ جو انسان کو دوربین سے ہی نظر آ سکتی ہے، وہ دنیا کے ہر انسان کو دی جائے گی۔ یہ 'خفیہ ہاتھ' کوئی ایسی ویکسین بنائے گا جو ناک یا منہ میں ڈالی جائے گی اور اسی کے ذریعے نینو چپ بھی ہر انسان کے جسم میں داخل کی جائے گی۔ چونکہ چپ انتہائی چھوٹی ہے اور کسی بھی ویکسین کے ذریعے جسم میں ڈالی جا سکتی ہے لہٰذا کسی انسان کو پتا ہی نہیں چلے گا کہ وہ چپ زدہ ہو چکا ہے۔ دجال کی دنیا میں آمد آمد ہے۔ جو پہلے سے اس فتنے سے آگاہ ہو گا وہی اس سے بچ پائے گا۔ جو لاعلم ہوں گے وہ بہک جائیں گے، گمراہ ہو جائیں گے اور نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فتنہ دجال سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(لندن: ویب ڈیسک کے مطابق) اس وقت سو سے زائد ادارے کورونا وائرس ویکسین کی تیاری پر کام کر رہے ہیں۔ مائیکروسافٹ کے بانی بل گیٹس پہلے ہی اربوں ڈالرز ویکسین کی تیاری پر خرچ کرنے کا اعلان کر چکے ہیں اور ان کے فلاحی ادارے بل اینڈ ملینڈا گیٹس فاؤنڈیشن نے برطانیہ کی آکسفورڈ یونیورسٹی کے تحت تیار ہونے والے کووڈ 19 ویکسین کے لیے 75 کروڑ ڈالرز دینے کا اعلان کیا ہے۔ برطانوی یونیورسٹی پہلے ہی سویڈن سے تعلق رکھنے والی فارماسیوٹیکل کمپنی آسترازینکا سمیت وبائی مرض سے بچانے کے لیے مختلف اداروں جیسے سیرم انسٹیٹیوٹ آف انڈیا (ایس آئی آئی)، کولیشن آف ایپی ڈیمیک پریپرڈنس انوویشن (سی ای پی آئی) اور گاوی ویکسین الائنس کو بھی ساتھ ملا چکی ہے۔ توقع ہے کہ پہلی کھیپ 2020ء کے آخر تک مختلف ممالک میں بھیجنے کے لیے تیار ہو گی۔ اور ایس آئی آئی کے ذریعے 40 کروڑ ڈوز 2021ء سے پہلے سپلائی ہوں گے۔ اپریل میں بل گیٹس نے کہا تھا کہ کورونا وائرس کے خلاف تیار کی جانے والی 7 بہترین ویکسینز پر اربوں ڈالرز خرچ کیے جائیں گے۔ مگر حقیقت میں ایسی کوئی ضمانت بھی نہیں کہ آکسفورڈ یونیورسٹی کی ویکسین مؤثر ثابت ہو گی جس کے ابتدائی نتائج رواں ماہ یا جولائی کے شروع میں سامنے آ سکتے ہیں۔ آسترازینکا کا کہنا تھا کہ آخری مراحل میں ٹرائلز متعدد ممالک

میں کیے جائیں گے مگر یہ بھی تسلیم کیا کہ ویکسین کی افادیت کے بارے میں ابھی کچھ بھی کہنا ممکن نہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے جینر انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر ایڈریان ہل نے مئی کے آخر میں برطانوی خبر رساں ادارے ٹیلی گراف سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ برطانیہ میں وائرس کے شکار افراد کی تعداد میں تیزی سے کمی کے باعث تجرباتی ویکسین چاڈ آکسل این کووڈ 19 کو موثر طریقے سے آزمانا ممکن نہیں رہے گا۔ اس وقت 50 فیصد امکان اس بات کا ہے کہ ہم کوئی نتیجہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ایڈم ہل کے ساتھی اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے میڈیسن پروفیسر سر جان بیل نے بھی ٹائمز آف لندن سے گفتگو میں اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا۔ 23 اپریل سے اس ویکسین کی انسانوں پر آزمائش شروع ہوئی ہے۔ سائنسدانوں کو توقع ہے کہ وہ انسانی آزمائش کو ستمبر تک مکمل کر کے ویکسین کو عام استعمال کے لیے متعارف کرا دیں گے۔ ایڈریان ہل کا کہنا تھا کہ ویکسین کے جانوروں پر تجربات کے ڈیٹا بہت حوصلہ افزا ہیں اور اس سے ان کی ٹیم کا اعتماد بڑھ گیا ہے کہ انسانوں پر اس کی آزمائش کے نتائج بھی مثبت ہوں گے۔ جب ان سے ٹرائل میں پیشرفت کے بارے میں پوچھا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ اگر ٹرائل ابھی تک کام کر رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی بڑا اپ سیٹ نہیں ہوا۔

یہ سب کچھ جاننے کے بعد ہمیں سوچنا ہے کہ اسلام دشمن اور انسان دشمن قوتوں کی سازشوں سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ الذاریات: آیت ۵۶ میں ہے:
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں)۔ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ مگر گمراہ اقوام کے کچھ عاقبت نااندیش انسان عبادتِ رب کو بھول کر دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنے اصل مقصد حیات کو بھلا کر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کی بجائے اپنی حاکمیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ میرے رب العالمین نے ان گمراہ ظالم انسانوں کو باور کروانے کے لئے یہ ایک معمولی سا وائرس بھیج کر انھیں ان کی اصل اوقات یاد دلا دی ہے کہ سائنسی ترقی کے عروج کے زمانے کا انسان تو ہواؤں میں اڑ کر بھی میرے اس نظر نا آنے والے معمولی وائرس کا مقابلہ کرنے سے تا حال قاصر ہے۔ یہ کرونا وائرس کی وبا دنیائے انسانیت کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لئے آئی ہے۔ اگرچہ بڑی دیر ہو چکی ہے (باقی برصفحہ 64)

تبصرہ و تعارف کتب

تبصرہ نگار: حافظ مختار احمد گوندل

1 پدر......جان پسر

والدین کے رشتے کا بیان دلگداز

مولف: محمد الیاس کھوکھر (ایڈووکیٹ)

ناشر: مکتبہ فروغ اقبال، اقبال ٹاؤن، لاہور 0332-8076918

زیر تبصرہ کتاب میں اولاد اور والدین کے باہمی تعلقات پر نہایت خوبصورت تحریریں ہیں۔ فہرست عنوانات: پیش لفظ، دیباچہ: باب، بیان دل پذیر، بیان دل آویز، باب اول: ''چمار دورا'' (مینارۂ نور)، باب دوم: الکاسب حبیب اللہ، باب سوم: پروردہ آغوش موج، باب چہارم: کامیاب تاجر، باب پنجم: کارزار سیاست، باب ششم: درونِ خانہ، باب ہفتم پسر ناپدرشناس، باب ہشتم: قرارِ جاں، میری ماں، باب نہم: سوختن تمام، باب دہم: جنت کی چوکھٹ، باب گیارہ: ایک ماں.. جو کسی کی ماں نہیں، پر مشتمل ہے۔

اسلام نے اولاد کو اپنے والدین کے حقوق ادا کرنے کا درس دیا ہے تو والدین پر بھی اولاد سے متعلق چند ذمہ داریاں عائد کی ہیں تاکہ معاشرتی زندگی میں توازن برقرار رہے۔ سب سے پہلے تو والدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں، ان کو دینی و دنیوی تعلیم دلوائیں، ان کو اخلاق و آداب سکھائیں۔ اسی طرح اولاد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ والدین نے جو اعلیٰ تعلیم و تربیت اور اچھے اخلاق و آداب سے آراستہ کرنے کی محنت کی ہے

اس کے مطابق اچھا کردار ادا کر کے اپنے والدین کی محنت کا عملی ثبوت پیش کریں۔ خاندانی و معاشرتی اصلاح و فلاح پر ایک نادر تصنیف ہے۔ کتب خانوں کی زینت اور ہر گھر کی ضرورت ہے۔(صفحات:168، قیمت:300روپے)

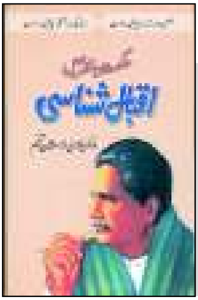

2 حکمت بالغہ میں اقبال شناسی

مؤلف: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

ناشر: مثال پبلشرز، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

زیر تبصرہ کتاب دراصل 'ماہنامہ حکمت بالغہ' قرآن اکیڈمی جھنگ میں مطبوعہ اقبالیاتی ادب (جنوری 2007ء تا نومبر 2019ء) کا ایسا موضوعاتی مجموعہ اور تفصیلی اشاریہ ہے جو ایک اقبال شناس محقق کی خامہ فرسائی اور ان کی عرق ریزی کا شاہکار ہے۔ زندہ قوموں کا علمی اثاثہ ان کے رسائل و جرائد ہی ہوا کرتے ہیں جو ادبی ذخیرہ کے باوصف قوم کے جذبات و احساسات کے ترجمان ہوتے ہیں اور ان کی حیثیت ایک Primary Source کی ہوا کرتی ہے۔

رسائل و جرائد میں مذکور مضامین اور دیگر معلومات کو کسی خاص ترتیب مثلاً ابجدی، زمانی، موضوعی، یا مضمون نگاروں کے اسماء کے اعتبار سے بنائی جانے والی فہارس کو اشاریہ کہا جاتا ہے۔ رسائل و جرائد میں مختلف النوع مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جو نقادانِ فن کو تحقیق و جستجو کا وسیع میدان فراہم کرتے ہیں۔ اپنی تحقیق کو نقطۂ آغاز سے انجام تک پہنچانے کے لیے محقق کو کن دقیق مراحل سے گزرنا پڑا، کس قدر جہد مسلسل سے اپنے خوابوں اور خیالوں کو تعبیر سے آباد کرنا پڑا، یہ انہیں ہی معلوم ہے لیکن جب یہ اشاریہ اپنی حوالہ جاتی دنیا بسا لینے کے بعد معرضِ وجود میں آیا، تو اب سالوں کی تحقیق و جستجو چند منٹوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ جیسا کہ ''اقبال شناسی عالمی تناظر میں''/ڈاکٹر شفیق عجمی میں تحریر ہے''اقبال کے فکر کی تازگی، بلند آہنگی اور انقلاب سے زمانہ آنکھیں کھول کر اس کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور ہو گیا۔'' اور یہی نقطہ نظر صاحب تصنیف کے بھی پیش نظر ہے۔ خصوصاً صفحہ 252 پر 'حکمت بالغہ کا اسلوبِ بیان اور مضامین کی تقسیم' اور اس کے مابعد تمام مضامین علامہ اقبال ایک کثیر الاطراف شخصیت، بحیثیت حکیم الامت، مزاج شناس مغرب،

تہذیب مغرب کی متاع گم گشتہ......خودی اور خودی کی بازیافت، قابل مطالعہ ہیں۔ابتدائی مضامین میں اقبال کا فلسفہ تعلیم، دوقومی نظریہ اور نظریۂ پاکستان کے صحیح ادراک، مصور پاکستان علامہ اقبال کی فکر کی طرف لوٹنا ہی واحد حل ہے اور کتاب کا نقطۂ سنام جنوبی ایشیا کے مسلمان شاندار ماضی اور موجودہ زوال کا تقابل اور مستقبل اور علامہ اقبال ہے، دانش جویان اقبالیات کے لیے اقبال شناسی پر زیر تبصرہ کتاب دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔انہیں معلوم ہے کہ ایسے رسائل و جرائد کے اشاریے ہی کتب خانوں کی وہ مشعلیں ہیں جو تحقیقی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ پاک و ہند میں اردو رسائل کے سبھی اشاریوں پر لکھنا تو کارے دارد، تاہم بمصداق مشتے از خروارے چند ابتدائی اقبالیاتی ادب پر اشاریوں کا تذکرہ ضروری ہے جیسے 'مندرجات تہذیب الاخلاق' کے نام سے 1870ء تک کی اشاعتوں پر مشتمل پہلا اشاریہ ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری نے مرتب کیا، 1991ء میں 1870ء تا 1876ء کے شماروں کا دوسرا اشاریہ 'رسالہ تہذیب الاخلاق کا توضیحی اشاریہ' کے نام سے آفتاب عالم نے اور 1997ء میں 1879ء تا 1894ء کے شماروں کا تیسرا اشاریہ فرح تبسم نے 'رسالہ تہذیب الاخلاق کا توضیحی اشاریہ' کے نام سے ترتیب دیا، اسی طرح 'ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ کا جولائی 1916ء / رمضان 1334ھ تا 1970ء کا موضوعاتی اشاریہ ڈاکٹر رضا بیدار نے مرتب کر کے شائع کیا، دوسرا 1916ء تا 2005ء کے مضامین کا محمد سہیل شفیق، جبکہ 1916ء تا دسمبر 2011ء تک کے سبھی شماروں کا تیسرا اشاریہ ڈاکٹر جمشید احمد ندوی نے مرتب کیا، ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے ایک خط میں لکھا تھا کہ ''اس سے حرارت ایمانی میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔'' سہ ماہی فکر و نظر اسلام آباد کی پہلی پندرہ جلدوں کا اشاریہ جولائی 1963ء تا جون 1978ء احمد خان نے اور جلد 16، 30 جولائی 1978ء تا جون 1993ء کا اشاریہ، شیر نوروز خان نے مرتب کیا اور رسالہ مخزن کا وضاحتی اشاریہ / شیخ عائشہ کے علاوہ پی ایچ ڈی کے ایک تحقیقی مقالہ 'اردو زبان و ادب کے فروغ میں مجلّہ 'مخزن' لاہور کا کردار / محمد ہارون عثمانی'، میں اوّلیں اقبال کے شعری سرمائے کا معتد بہ حصہ جو 'مخزن میں مخزونہ اقبال کا شعری سرمایہ: ایک تحقیقی جائزہ' کے عنوان سے مجلّہ 'بازیافت' اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور، جنوری تا جون 2013ء، ش، 22، ص 129 - 142 میں شائع بھی ہو چکا ہے اور اسی سلسلہ مروارید کی تازہ

تصنیف زیرتبصرہ کتاب 'حکمت بالغہ میں اقبال شناسی' بھی ہے جس کے صفحہ 28 پر صاحب تصنیف رقم طراز ہیں کہ ''میں نے مختار فاروقی صاحب کو مشورہ دیا کہ 'حکمت بالغہ' کے جن شمارہ جات میں اقبال شناسی کے حوالے سے مضامین زینت قرطاس ہو چکے ہیں (ان 58 عناوین کا آغاز 'عالمی سطح پر اقبال شناسی' (ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم) اور اختتام 'علامہ اقبال کا مغرب کے نام پیغام......خودی کی بازیافت اور ماحصل' پر منتج ہے) ان سب کو یکجا کر کے ایک کتاب بعنوان (حکمت بالغہ اور اقبال شناسی) مرتب کر لی جائے۔ انھوں نے میری تجویز قبول کر لی۔ میرے لیے یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ میں نے یہ فریضہ ادا کرنے کا بیڑا اٹھایا۔'' تبصرہ نگار کو امید ہے کہ اس کے بعد دیگر ایسے معروف قومی رسائل و جرائد میں ذخائر اقبال شناسی کو بھی اسی طرز پر مرتب کرتے ہوئے اقبالیاتی ادب پروری کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ جامعات پاکستان اس سلسلہ میں ایم فل اور ڈاکٹریٹ سطح کی تحقیقات کے لیے طلبہ کی آمادگی پر ضرور توجہ دیں گی۔ ؎

تو از دمید گل و لالہ نا امید مشو   کہ شاخِ زندگی ما ہنوز نمناک است

زیرتبصرہ کتاب کتب خانوں کے لئے ناگزیر اور اقبال شناسوں کے لئے ایک نادر تصنیف کے علاوہ خصوصی طور پر اہل علم و دانش کے لیے صفحہ 24 تا 29 پر 'انجینئر مختار حسین فاروقی کی خدمات اور مجلس ادارت کا عظیم ادبی کارنامہ' ایسے مضامین معلومات افزا ہیں۔ (قیمت: 1000، صفحات: 304)

بقیہ از کرونا وائرس یا دجال کی آمد......

مگر اب بھی وقت ہے خدا را بلاد اسلامیہ کی حکومتیں امت مسلمہ اور دیگر اکابرین قوم خدا نا شناس، دشمنان اسلام کی مغربی ویکسین کا انتظار کرنے کی بجائے اجتماعی سطح پر توبہ واستغفار کی ویکسین، اور اللہ اور رسول ﷺ سے وفاداری کی طرف توجہ دلائیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ جب مسلم امت اپنے کالے کرتوت چھوڑ کر اجتماعی توبہ واستغفار کر کے اپنے پیارے رب کی طرف صدق دل سے رجوع کرے گی تو چند لمحات میں یہ وبائیں ختم ہو جائیں گی۔ ہم مسلمان قرآن وسنت کے احکام پر عمل کریں اور دین اسلام کے غلبہ کے لیے اپنے جان و مال سے جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور اس وبا سے نجات دلائے۔ آمین۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عشرۂ ذوالحجہ کے روزوں کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ،
عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ، یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَةٍ، وَ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَةٍ مِنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن ایسے نہیں ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت ذوالحجہ کے (پہلے) دس دنوں سے زیادہ پسند ہو۔ ان میں سے ہر دن (9 دن) کا روزہ سال کے روزوں اور ان میں سے ہر رات (دس راتیں) کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔''

رواہ الترمذی

ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کا 'قرآن اور علم جدید' کتاب میں یَا صَبَاحَاہ*...... کا نعرہ اور اُمّت مسلمہ

* نبی اکرم ﷺ نے (4 نبوی میں) کوہِ صفا پر ان الفاظ سے پکارا تھا۔(بخاری)

کفر مغرب کے جدید فلسفیانہ تصورات کے آلات سے مُسلّح ہو کر اسلام پر حملہ آور ہو چکا ہے اور اُس نے ملّت کی صفوں کو درہم برہم کر دیا ہے۔ دنیا بھر میں ہمارے لاکھوں تعلیم یافتہ بھائی ہم سے چھینے جا چکے ہیں اور دن رات چھینے جا رہے ہیں۔ اس صورت حال نے ہماری قومی زندگی کے لیے ایک شدید خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم اس خطرہ کی شدّت کا احساس نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی روک تھام کے لیے کوئی مؤثر کارروائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہایت وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اس نوعیت اور اس پیمانہ کا فتنہ ارتداد اسلام کی ساری تاریخ میں کبھی رونما نہیں ہوا، لیکن اس کے باوجود شاید مسلمان کبھی کسی قومی خطرہ سے اس قدر بے پروا نہیں ہوئے جس قدر آج اس سے بے پروا ہیں۔

؎ کسی کی 'ایک آہ' پر ہزاروں دل تڑپتے ہیں
کسی کا عمر بھر رونا یونہی بیکار جاتا ہے

ایک سیاہ فام امریکی کے قتل (ناحق) پر دنیا بھر میں احتجاج ہے اور کشمیری و فلسطینی پون صدی سے زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں مگر اُمت مسلمہ اور ان کی قیادت (ملائیشیا سے مراکش تک) "DON'T DISTURB" کی تختی لگا کر اندر سے غیر مسلم دنیا سے مراعات حاصل کر کے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔

One black man killed in America they stand united world wide while in India and Kashmir so many Muslims burnt and killed, Saudis investing in India as well as other Muslims worldwide don't care as its not happened to them or their families. (Twitter S.Husain)

Vol 14

CPL No: FD 30/07

HIKMAT-E-BAALGHA

JULY 2020

No 07

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْعَزِيْز

ماہنامہ حکمت بالغہ میں

”فتنۂ دجّال کے منحوس دور کی ایمان سوز کالی گھٹائیں“

کے عنوان سے سلسلہ وار

مضامین کی اشاعت ہوگی

1. یہ دور فتنۂ دجّال کا دور ہے
2. ظہورِ دجّال ___ علاماتِ قیامت
3. المسیح الدجّال ___ الدجّال
4. سورۂ رحمٰن اور دجّالی دور
5. دجّالی قوتیں
6. دابہ، دجّال
7. جن و انس (دجّال کے ساتھ قرین دجّال)
8. عیسائیت، یہودیت اور اسلام کے نزدیک دجّال کے دور کی خصوصیات
9. مغربی صیہونی قوتوں کی ایک ___ رسول سے STAR WARS جنگ کے خوفناک حالات
10. دجّال اور قرآن کے تصور کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ماہنامہ حکمت بالغہ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ

047-7630861 , 0336-6778561